



حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ

ادارۃ اسلامیات ○ لاہور

عرضِ ناشر

ختمِ نبوت کے موضوع پر یوں تو ہر دور میں، اور اس دور میں خصوصاً، کافی تعداد میں چھوٹی بڑی کتابیں لکھی گئی ہیں۔ جنہوں نے اس موضوع پر قادیانیوں کی جانب سے پیدا کئے جانے والے شبہات کا علمی طور پر خاتمہ کر دیا ہے۔

لیکن ان گنت کتابوں میں سے خاص طور پر جن کتابوں کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ ان میں سے ایک زیرِ نظر کتاب ہے۔

یہ کتاب بیٹھو طباعت پر چھپتی رہی ہے۔ اب ادارہ عکسی طباعت کے ساتھ مزید جاذبِ نظر انداز سے اُسے پیش کر رہا ہے۔ اُمید ہے کہ معنوی خوبیوں کے ساتھ ساتھ ظاہری زیبائش۔ اس کتاب کی قبولیت میں مزید اضافہ کرے گی۔

ناشرین

اشرف بہادر ندو - لاہور



تمہید

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَةِ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوةُ
وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا وَشَفِیْعِنَا وَحَبِیْبِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ
الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاصْحَبِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّیَّاتِهٖ
اَجْمَعِیْنَ وَعَلَيْنَا مَا مَعَهُمْ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

آما بعد:- بندہ تابکار و گنہ گار محمد ادریس کاندھلوی کان اللہ لہ و
کان ہو للہ (آمین) اہل اسلام کی خدمت میں عرض پر واز ہے کہ ختم نبوت کا
عقیدہ ان اجماعی عقائد میں سے ہے کہ جو اسلام کے اصول اور ضروریات دین
میں شمار کئے گئے ہیں اور عہد نبوت سے لیکر اس وقت تک ہر مسلمان اس پر ایمان
رکھتا آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلا کسی تاویل اور تخصیص کے خاتم
النبین ہیں اور یہ مسئلہ قرآن کریم کی صریح آیات اور احادیث متواترہ اور
اجماع امت سے ثابت ہے۔ جس کا منکر قطعاً کافر مانا گیا ہے اور کوئی تاویل
و تخصیص اس بارہ میں قبول نہیں کی گئی۔

امت محمدیہ میں سب سے پہلا اجماع جو ہوا وہ اسی مسئلہ پر ہوا کہ مدعی
نبوت قتل کیا جائے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخیر زمانہ میں میلہ کذاب
نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ صدیق اکبرؓ نے خلافت کے بعد سب سے پہلا کام جو
کیا وہ یہ تھا کہ میلہ کذاب کے قتل اور اس کی امت کے مقابلہ اور مقاتلہ

کے لئے خالد بن الولیدؓ سیف اللہ کی سرکردگی میں صحابہ کرام کا ایک لشکر روانہ کیا۔ اس بارے میں نہ کسی نے تردید کیا اور نہ کسی نے یہ سوال کیا کہ مسیلمہ کس قسم کی نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ مستقل نبوت کا مدعی ہے یا ظلی اور پرزوی نبوت کا مدعی ہے اور نہ کسی نے مسیلمہ سے اس کی نبوت کے دلائل و براہین پوچھے اور نہ معجزات کا مطالبہ کیا۔ صحابہ کرام کا لشکر مسیلمہ کذاب سے جہاد کے لئے پیامہ روانہ ہوا۔ اس مقابلہ اور معرکہ میں جو لوگ مسیلمہ کے ساتھ میدان کارزار میں آئے تھے ان کی تعداد چالیس ہزار مسلح جوانوں کی تھی جن میں سے اٹھائیس ہزار مارے گئے اور مسیلمہ بھی مارا گیا۔ باقیماندہ لوگوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔ خالد بن الولید بہت سا مال غنیمت لے کر مظفر و منصور مدینہ واپس آئے۔

یہاں ایک امر قابلِ غور ہے وہ یہ کہ صدیق اکبرؓ نے اس نازک وقت میں مدعی نبوت اور اس کی اُمت سے جہاد و قتال کو یہود اور نصاریٰ اور مشرکین سے جہاد و قتال پر مقدم سمجھا۔ جس سے معلوم ہوا کہ مدعی نبوت اور اس کی اُمت کا کفر یہود اور نصاریٰ اور مشرکین کے کفر سے بڑھا ہوا ہے۔ عام کفار سے صلح ہو سکتی ہے ان سے جزیہ قبول کیا جاسکتا ہے مگر مدعی نبوت سے نہ کوئی صلح ہو سکتی ہے اور نہ اس سے کوئی جزیہ قبول کیا جاسکتا ہے۔ اس وقت اگر آج کل جیسے سیاسی لوگ ہوتے تو حضرت ابو بکرؓ صدیق کو مشورہ دیتے کہ باہمی تفرقہ مناسب نہیں۔ مسیلمہ کذاب اور اُس کی اُمت کو ساتھ لے کر یہود اور نصاریٰ کا مقابلہ کرنا چاہیے۔ حضرت مولانا الشاہ سید محمد انور کشمیری قدس اللہ سرہ فرمایا کرتے تھے کہ مسیلمہ کذاب اور مسیلمہ پنجاب کا کفر فرعون کے کفر سے بڑھ کر ہے۔

اس لئے کہ فرعون مدعی الوہیت تھا اور الوہیت میں کوئی التباس اور اشتباہ نہیں ادنیٰ عقل والا سمجھ سکتا ہے کہ جو شخص کھاتا اور پیتا اور سوتا اور جاگتا اور ضروریات انسانی میں مبتلا ہوتا ہے وہ خدا کہاں ہو سکتا ہے؟ مسلمہ مدعی نبوت تھا اور انبیاء کرام جنس بشر سے تھے اس لئے ظاہری بشریت کے اعتبار سے سچے نبی اور جھوٹے نبی میں التباس ہو سکتا ہے اس لئے مدعی نبوت کا فتنہ مدعی الوہیت کے فتنہ سے کہیں اہم اور اعظم ہے اور ہر زمانہ میں خلفاء اور سلاطین اسلام کا یہی معمول رہا کہ جس نے نبوت کا دعویٰ کیا اسی وقت اس کا سر قلم کیا۔

اہل حق نے اس فتنہ کے استیصال کے لئے جو سعی اور جدوجہد ممکن تھی اس میں دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرح مدعی نبوت سے جہاد باسیف ولسان تو ارباب حکومت کا کام ہے اور جہاد قلمی اور لسانی یہ علماء حق کا کام ہے۔ سوا محمد اللہ علمائے اس جہاد میں کوئی کوتاہی نہیں کی تقریباً اور تحریروں سے ہر طرح سے مدعی نبوت کا مقابلہ کیا۔ مسلمانوں کی اب دلی تمنائیں اور دعائیں یہ ہیں کہ اے پروردگار تو نے اپنی رحمت سے یہ اسلامی حکومت (پاکستان) عطا فرمائی۔ اب ہم کو کوئی ایسا امیر عطا فرما کہ جو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرح پاکستان کو مسلمہ قادیان اور اسود ہندی کے فتنہ سے پاک فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ کوئی امیر اس سنت کو زندہ تو کر کے دیکھے انشاء اللہ ثم انشاء اللہ ابوبکرؓ کی طرح دنیا ہی میں اپنی آنکھوں سے عزت ہی عزت دیکھے گا اور آخرت کی عزتیں اس کے سوا نہیں جو وہم و گماں سے بھی بالا اور برتر ہیں۔

ختم نبوت کے موضوع پر علماء نے بہت سی مختصر اور مفصل کتابیں تحریر

فرمائیں جس میں سب سے زیادہ مفصل اور جامع اور محکم کتاب مخدوم و مکرم محب محترم مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی سابق مفتی دارالعلوم دیوبند کی تالیف لطیف ہے جس کے تین حصے ہیں۔ ختم النبوة فی القرآن، ختم النبوة فی الحدیث، ختم النبوة فی الآثار۔ تمام مسلمانوں سے میری استدعا ہے کہ اس کتاب کو ضرور دیکھیں نہایت جامع اور مفید کتاب ہے۔

ہر زمانہ میں علماء کا طریق رہا ہے کہ ایک ہی موضوع پر ہر عالم اپنے اپنے علم کے مطابق کتاب تالیف کرتا رہا اور ہر ایک نے بارگاہِ خداوندی سے علی حسب المراتب اجر حاصل کیا۔ حضرات اہل علم متون حدیث اور شروح حدیث اور کتب تفاسیر پر ایک اجمالی نظر ڈالیں بلاشبہ سب کی سب سے

عبارت ناشستی و حسنک واحد

وکل الی ذاک الجمال یشیر

(ہماری عبارتیں مختلف ہیں اور تیرا حسن ایک ہے، مگر ہر عبارت اس حسن و جمال کی طرف اشارہ کرتی ہے۔)

کا مصداق ہیں۔

ہر گلے رازنگ و بوئے دیگر است

اس لئے اس ناچیز نے ارادہ کیا کہ جو جماعت اس وقت مدعی نبوت اور اس کی اُمت سے جہاد لسانی اور قلمی میں مصروف ہے اس ناچیز کا شکستہ قلم بھی اس جماعت کے ساتھ اسی میدان میں پہنچ جائے۔

مجاہدین کی معیت موجب صد خیر و برکت اور باعث نزول رحمت ہے

خصوصاً جب کہ یہ ناچیز نسباً والد محترم کی جانب سے صدیقی اور والدہ مکرمہ کی جانب سے فاروقی ہے اسلئے اس خیال نے اور بھی قلب کو ختم نبوت کے موضوع پر قلم اٹھانے کے لئے جوش دلایا حق تعالیٰ شانہ کی توفیق اور تیسیر کی دست گیری سے یہ ایک مختصر رسالہ لکھا جس میں ایک خاص التزام کیا وہ یہ کہ ختم نبوت کے دلائل میں آیات اور احادیث دونوں کو ساتھ ملا کر بیان کیا ہے اس لئے کہ بسا اوقات قرآن کریم میں کسی شے کی طرف اجمالی اشارہ ہوتا ہے جس پر بسا اوقات تنبیہ نہیں ہوتا اور حدیث میں اس کی تفصیل ہوتی ہے اس لئے دلائل کے سلسلے میں پہلے آیت کو نقل کیا جس میں ختم نبوت کی طرف اجمالی اشارہ تھا اور اس کے بعد متصلاً حدیث شریف کو ذکر کیا جس میں اُس اجمالی اشارہ کی توضیح اور تشریح تھی اب آیت اور حدیث کے یکجا ہو جانے سے اہل علم اور اہل فہم کو تنبیہ ہو جائیگا۔ کہ یہ آیت کس طرح ختم نبوت کی طرف اشارہ کر رہی ہے اور نیز آیت اور حدیث کے یکجا ہونے سے ناظرین پر یہ بھی واضح ہو جائیگا کہ حدیث کس طرح قرآن کریم کی تفسیر ہے۔ حق جل شانہ کا ارشاد ہے۔

وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ
لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ۔

اور ہم نے آپ پر قرآن نازل کیا تاکہ آپ لوگوں کے لئے اس کی توضیح اور تفسیر فرمائیں۔

شیخ محی الدین بن عربی فرماتے ہیں کہ قرآن کریم اگرچہ عرب کی زبان میں اترا لیکن رسول کے بیان کی ضرورت اسلئے ہوئی کہ ہر کلام میں کچھ نہ کچھ اجمال ضرور ہوتا ہے اسی وجہ سے کتابوں کی شرح اور ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ کی ضرورت ہوئی اس لئے حق تعالیٰ نے فقط کتب الہیہ اور صحف سماویہ

کے اتارنے پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ انبیاء کے بیان اور تفسیر کو بھی اُن کے ساتھ ملایا۔ پس حضرات انبیاء کتاب الہی کے جملات کی تفصیل اور بیان میں حتیٰ تعالیٰ شانہ کے قائم مقام ہیں۔ کذا فی البیواقیت ۱۔ الجواہر جلد ۲ صفحہ ۳۲ مبحث ۳۳۔

لہذا آیت کی سب سے زیادہ مستند اور معتبر تفسیر وہی ہوگی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہوگی یہ کیسے ممکن ہے کہ جس پر آیت کا نزول ہو وہ تو آیت کے معنی نہ سمجھے اور قادیان کا ایک دہقان کہ جو بد عقل اور بد فہم ہونے کے علاوہ عربی زبان سے بھی کما حقہ واقف نہ ہو وہ آیت کا مطلب سمجھ جائے۔ نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام تو آیت کا مطلب نہ سمجھیں اور تنبی قادیان کے کوٹ پتلون والے صحابہ آیت کا صحیح مطلب سمجھ جائیں۔

حضرت الاستاذ مولانا الشاہ السید محمد انور قدس اللہ سرہ نے وفات سے چند روز پیشتر فارسی زبان میں ایک مختصر رسالہ خاتم النبیین کے نام سے تحریر فرمایا جس میں آیہ خاتم النبیین کی تفسیر فرمائی اور عجیب تفسیر فرمائی۔ ناچیز نے اس رسالہ کے لطائف اور معارف اپنی اس تالیف میں لے لئے ہیں۔ اور مسک الختام فی تتم النبوة علی سید الانام علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام اسکا نام رکھا ہے۔ حتیٰ تعالیٰ شانہ سے ملتی ہوں کہ وہ اس تالیف کو قبول فرمائے۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ وَتُبَّ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْقَوِيُّ الرَّحِيمُ

دلیل اول

قال اللہ عزوجل مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن
رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا
تخریج سار۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں،
لیکن اللہ کے رسول اور سب پیغمبروں کی مہر یعنی آخری نبی ہیں اور
ہے اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والا۔

شان نزول | زمانہ جاہلیت سے عرب میں یہ رسم چلی آتی تھی کہ متبنی یعنی
منہ بولے بیٹے کو حقیقی اور نسبی بیٹے کے برابر سمجھتے تھے کہ جس طرح حقیقی بیٹے
کے مرجانے یا طلاق دینے کے بعد باپ کے لئے بیٹے کی بیوی سے نکاح حرام
ہے اسی طرح متبنی کے مرجانے یا اس کے طلاق دینے کے بعد متبنی کی بیوی
سے باپ کے لئے نکاح حرام ہے۔

زید بن حارثہ جو اصل میں شریف النسب تھے بچپن میں کوئی ظالم ان کو
پکڑ کر لے گیا اور غلام بنا کر ان کو مکہ مکرمہ کے بازار میں فروخت کر گیا۔ حضرت خدیجہ
نے زید کو خرید لیا اور کچھ روز بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سہہ کر دیا۔ جب ہوشیا
ہو گئے اور تجارتی سفر کے سلسلے میں اپنے وطن کے قریب سے گزرے تو بعض اقا
کو پتہ بالآخر ان کے والد اور ان کے بھائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ معاوضہ لے کر زید کو ہمارے حوالے کر دیا جائے
آپ نے ارشاد فرمایا کہ معاوضہ کی کوئی ضرورت نہیں۔ اگر خوشی سے تمہارے

ساتھ جانا چاہے تو میری جانب سے بالکل اجازت ہے۔ باپ اور چچا نے زید سے دریافت کیا، زید نے کہا میں آپ سے جدا ہونا نہیں چاہتا۔

سبحان اللہ

اسیرش خواہد رہائی زبند شکارش نجومید نلاص از کمند

آپ مجھے اولاد سے بڑھ کر عزیز رکھتے ہیں اور باپ سے زیادہ مجھ سے محبت فرماتے ہیں۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید کو آزاد کر دیا اور اپنا متبنی بنا لیا۔ عرب کے دستور کے مطابق تمام لوگ زید کو، زید بن محمد کہہ کر پکارنے لگے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

وَمَا جَعَلَ أَدْعِيَاءَكُمْ أَبْنَاءَكُمْ
ذَلِكَ قَوْلُكُمْ بِأَفْوَاهِكُمْ وَاللَّهُ
يَقُولُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيلَ
أَدْعُوهُمْ لِأَبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ
عِنْدَ اللَّهِ ط

اور نہیں بنایا اللہ نے تمہارے پائلوں کو تمہارے بیٹے۔ یہ محض تمہاری بات ہے جو اپنے منہ سے کہتے ہو اللہ ہی حق کہتا ہے اور وہی سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔ لے پائلوں کو ان کے باپ کی طرف نسبت

کر کے پکارو اللہ کے نزدیک یہی ٹھیک انصاف ہے۔

اس آیت کے نازل ہونے کے بعد صحابہؓ نے ان کو زید بن محمد کہنا چھوڑ دیا۔ زید بن حارثہ کہنے لگے۔ بعد ازاں حضرت زید کا نکاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چھوٹی زاد بہن حضرت زینبؓ سے ہوا۔ مگر جب کسی طرح موافقت ہوئی تو حضرت زید نے حضرت زینبؓ کو طلاق دیدی۔ حضرت زید کے طلاق دیدینے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم خداوندی حضرت زینبؓ سے نکاح

فرمایا تاکہ جاہلیت کی رسم ٹوٹے اور لوگوں کو یہ مسئلہ معلوم ہو جائے کہ متبنیٰ کی بیویوں سے نکاح حلال ہے اور آئندہ کسی مسلمان کو اس میں کسی قسم کا انقباض خاطر نہ رہے۔

آپ کا نکاح فرمانا تھا کہ بھالہوں اور منافقوں نے طعن شروع کیا کہ اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کر لیا۔ اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَرَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا

جس میں ان کے طعن کا جواب دیا گیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے نسبی اور حقیقی باپ نہیں کہ وہ شخص آپ کا نبی اور صلبی بیٹا ہو اور اس کی بیوی سے آپ کا نکاح حرام ہو اور قائم اور طیب و طاهر اور ابراہیم پچپن میں ہی وفات پا گئے ان کے بڑے ہونے کی نوبت نہیں آئی کہ ان کو رَجُلٌ یعنی مرد کہا جاتا اس لئے آیت شریفیہ میں مِّن رِّجَالِكُمْ فرمایا اور مِّن ذَكَرِكُمْ یا مِّن اِبْنَاءِكُمْ یا مِّن اَوْلَادِكُمْ نہیں فرمایا۔ لہذا جب زید آپ کے نسبی بیٹے نہ ہوئے تو ان کی مطلقہ سے بلاشبہ نکاح جائز ہوگا اور اس پر طعن کرنا سراسر نادانی ہوگی۔ غرض یہ کہ آپ نسبی حیثیت سے کسی کے باپ نہیں لیکن روحانی حیثیت سے آپ سب ہی کے باپ ہیں اس لئے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور رسول امت کا روحانی باپ ہوتا ہے جیسا کہ ایک قرأت میں ہے وازواجہ امہاتہم وھو اب لھم اور اس اعتبار سے سب آپ کے روحانی بیٹے ہیں اور اس روحانی ابوت میں آپ تمام پیغمبروں سے

بہتر اور برتر ہیں۔ اس لئے کہ آپ تمام نبیوں کی عمر اور آخری پیغمبر ہیں قیامت تک آپ کی نبوت اور آپ ہی کی روحانی ابوت کا دور دورہ رہیگا۔ یہ ہرگز نہ ہوگا کہ آپ کے بعد اور کوئی نبی مبعوث ہو اور امت آپ کے ظل عاطفت سے نکل کر اس جدید نبی کی زیر ابوت اور زیر تربیت آجائے ظاہری حیثیت سے اگرچہ حضرت آدم پہلے نبی اور پہلے رسول ہیں مگر روحانی اور نورانی حیثیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی سب سے پہلے نبی اور سب سے پہلے رسول ہیں۔ سب سے پہلے آپ ہی کا نور پیدا ہوا۔ آدم علیہ السلام کا ابھی خمیر ہی تیار ہو رہا تھا کہ روحانی طور پر آپ نبی ہو چکے تھے۔ غرضیکہ روحانی طور پر تو آپ پہلے روحانی باپ ہیں اور ظاہری طور پر آپ ہی تمام عالم کے لئے قیامت تک روحانی باپ ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کی مصلحت کو خوب جانتا ہے جو حکم دیتا ہے وہ سراسر حکمت اور مصلحت ہی ہوتا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اخیر زمانے میں امتی ہونے کی حیثیت سے آئیگے ان کی آمد نبی ہونے کی حیثیت سے نہ ہوگی۔ تمام عمل درآمد شریعت محمدیہ ہی پر ہوگا۔ شریعت عیسویہ پر عمل نہ ہوگا بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آنا علامت اس بات کی ہے کہ انبیاء کے تمام افراد و اشخاص ختم ہو چکے اس لئے پہلے نبی کو لانا پڑا۔ اس آیت شریفہ کا مقصود اس امر کا اعلان کرنا ہے کہ نبوت آپ پر ختم ہو گئی۔ گذشتہ زمانہ میں یکے بعد دیگرے انبیاء آتے رہے مگر آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور جس آخری نبی کی انبیاء کرام پیشین گوئی کرتے آئے اور لوگ اُس آخری نبی کے منتظر ہے اس آیت میں اس کا اعلان کر دیا گیا کہ وہ آخری نبی جس کا انتظار تھا وہ آپ کا

اب اس کے بعد کوئی نبی منتظر نہیں رہا۔ یہی وہ آخری نبی ہیں جن کا لوگوں کو انتظار تھا۔

قرآن کریم نے جا بجا یکے بعد دیگرے انبیاء کے آنے کی اور سلسلہ نبوت کے جاری رہنے کی اور یکے بعد دیگرے انبیاء و رسل کے آنے کی اطلاع دی ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اگر ختم نبوت کا اعلان فرما دیا۔ اگر حضور کے بعد بھی سلسلہ نبوت کا جاری ہوتا تو ختم نبوت کے اعلان کی بجائے بقار نبوت کی اطلاع دی جاتی اور یہ بتلایا جاتا کہ انبیاء سابقین کی طرح آپ کے بعد بھی انبیاء و رسل آئیں گے بلکہ قرآن اور حدیث نے یہ اعلان کر دیا کہ آپ آخری نبی ہیں اور آپ کی امت آخری امت ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ آپ کسی کے جسمانی باپ نہیں بلکہ روحانی باپ ہیں اور روحانی باپ کسی ایک دو کے نہیں بلکہ تمام عالم کے روحانی باپ ہیں اور نکاح کی حلت و حرمت کا دار و مدار جسمانی ابوت پر ہے۔ روحانی ابوت پر نہیں۔ روحانی ابوت پر عظمت و حرمت و شفقت و عنایت کے احکام مرتب ہوتے ہیں۔ مثلاً استاذ اور پیر روحانی باپ ہیں اور شاگرد اور مرید روحانی بیٹا ہے مگر نکاح کی حلت و حرمت کے احکام یہاں جاری نہیں ہوتے۔

آیت مذکورہ کے پہلے جملہ میں ابوت جسمانیہ کی نفی فرمائی اور دوسرے جملہ میں یعنی **لَٰكِن تَرٰ سُوْلًا لِّدٰبٍ** میں ایک شبہ کا ازالہ فرمایا جو پہلے جملہ سے پیدا ہوتا تھا وہ یہ کہ ابوت کی نفی سے شفقت کی نفی کا شبہ ہوتا تھا کہ شاید جب ابوت منتفی ہوگئی تو شفقت پوری جو ابوت کا خاصہ لازمہ ہے۔ وہ بھی

منعفی ہو جائے تو ارشاد فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارے ساتھ جسمانی ابوت کا علاقہ نہیں لیکن علاقہ نبوت و رسالت ہے اور رسول امت کا روحانی باپ ہوتا ہے جو شفقت اور عنایت میں جسمانی باپ سے کہیں بڑھ کر ہوتا ہے اور چونکہ بیٹا باپ کا وارث ہوتا ہے اس لئے اثبات ابوت تو ریث نبوت کو موہم تھی اس لئے شبہ کے ازالہ کے لئے دَخَا تَحْرَ النَّبِيِّينَ کا لفظ بڑھایا گیا کہ امت اگرچہ آپ کی روحانی اولاد ہے مگر منصب نبوت کی وارث نہ ہوگی۔ منصب نبوت آپ پر ختم ہو گیا۔ امت میں کوئی شخص بھی قیامت تک اس منصب کا وارث نہ ہوگا۔ البتہ امت کے علماء و صلحاء کمالات نبوت کے وارث ہونگے مگر منصب نبوت کا کوئی وارث نہ ہوگا۔ نبوت اور رسالت ختم ہو چکی قیامت تک یہ منصب کسی کو نہیں دیا جائے گا۔ یا یوں کہو کہ آپ کی کمال شفقت بیان کرنے کیلئے یہ لفظ بڑھایا گیا کہ ہر نبی اپنی امت پر شفیق اور مہربان ہوتا ہے مگر آپ شفقت میں سب سے بڑھے ہوئے ہیں اس لئے کہ گذشتہ انبیاء کرام کو یہ توقع تھی کہ ہم سے اگر کوئی چیز رہ جائے گی۔ تو بعد میں آنیوالے نبی اس کی تکمیل کر دیں گے مگر آخری نبی کو یہ توقع نہیں ہو سکتی اسلئے وہ اپنی امت کو وعظ اور نصیحت اور ارشاد اور تلقین میں کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھے گا۔ آپ کی مثال اس باپ کی سی ہے کہ جس کی اولاد کیلئے اس کے بعد کوئی نگران اور خبر گیراں نہ ہو۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب دنیا سے رخصت ہوئے تو امت کیلئے ایسی کامل اور مکمل شریعت چھوڑی کہ اب اس کے بعد کسی نبی کی ضرورت نہیں رہی اسلئے کہ جب آپ کی شریعت موجود

ہے تو گویا آپ خود بہ نفس نفیس موجود ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتے ہوئے نبوت کا دعویٰ بے حیائی اور ڈھٹائی ہے۔

آیت مذکورہ کی تفسیر | آیت مذکورہ کو اچھی طرح سمجھنے کیلئے چند امور کا سمجھنا ضروری ہے ایک خاتم کے معنی ہوم

نبی اور رسول میں فرق، سوم النبیین میں الف لام کس قسم کا ہے ؟

امراؤں | خاتم بالفتح اور خاتم بالکسر متعدد معنی کے لئے مستعمل ہوتا ہے

انگینہ انگشتری، مہر، آخر قوم۔ لیکن ائمہ لغت نے اور علماء عربیت

نے تصریح کی ہے کہ لفظ خاتم جب کسی قوم یا جماعت کی طرف مضاف ہوگا

تو اس کے معنی صرف آخر اور ختم کرنے والے کے ہونگے۔ لہذا آیت مذکورہ میں

چونکہ خاتم کی اضافت نبیین کی طرف ہو رہی ہے اسلئے اس کے معنی آخر النبیین

اور تمام نبیوں کے ختم کرنے والے کے ہوں گے۔

اور خاتم کا مادہ ختم ہے جس کے معنی ختم کرنے اور مہر لگانے کے آتے

ہیں اور مہر لگانے کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ کسی شے کو اس طرح بند کیا جائے

کہ اندر کی چیز باہر نہ آسکے اور باہر کی چیز اندر نہ جاسکے۔ کما قال تعالیٰ اختم

اللہ علی قلوبہم اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی کہ کفر اندر بند ہو

گیا کہ اب اندر سے باہر نہیں نکل سکتا اور باہر سے کوئی بدایت اندر نہیں جا

سکتی اور مہر چونکہ سب اغیر میں لگتی ہے اسلئے یہ لفظ اختتام اور انتہا پر دلالت

کے لئے ضرب المثل بن گیا ہے کما قال تعالیٰ یُسْقَوْنَ مِنْ سَرَابٍ مَخْتُومٍ

ختمہ مسک یعنی اہل جنت کو جو شراب دی جائے گی وہ سر مہر ہوگی، کہ

اندر کی خوشبو اور لطافت باہر نہیں آسکے گی اور باہر سے کوئی چیز اسکے اندر نہیں ہو سکیگی کہ اس کی لطافت میں کمی آجائے۔ متنبی کہتا ہے۔

أَرُوْحٌ وَقَدْ خَتَمْتَ عَلَىٰ فَسَادِي

بِحَيْثُكَ أَنْ يُحِلَّ يَسْهُ سَيِّئَاكَ

میں اس حال میں چلتا ہوں کہ تو نے میرے دل پر اپنی محبت کی ایسی مہر لگا دی ہے کہ اندر سے تو تیری محبت باہر نہیں نکل سکتی اور باہر سے کسی اور کی محبت اندر داخل نہیں ہو سکتی۔ اس آیت میں دو قرائتیں ہیں ایک خاتم بالکسر کی اور ایک خاتم بالفتح کی۔ فرق اتنا ہے کہ خاتم بالکسر صیغہ اسم فاعل ہے یعنی ختم کرنے والا اور خاتم بالفتح اسم سے یعنی آخر اور مہر اور حاصل دونوں قرائتوں کا ایک ہے وہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود باوجود انبیاء کو ختم کرنے والا، اور سلسلہ نبوت پر مہر کرنے والا ہے کہ آپ کے بعد کوئی اس سلسلہ میں داخل نہیں ہو سکتا اور آپ سے پہلے جو سلسلہ نبوت میں داخل ہو چکا وہ اس سلسلہ سے نکل نہیں سکتا۔ جاننا چاہیے کہ ختم کا مفہوم ماقبل کے امتداد کو مقفی ہے اور لفظ انقطاع عام ہے اس میں ماقبل کا امتداد شرط نہیں اس لئے خاتم کی اضافت اشخاص کی طرف مناسب ہوئی اور انقطاع کی اسناد وصف نبوت و رسالت کی طرف مناسب ہوئی۔ اور جب یہ معلوم ہو گیا کہ ختم کا تعلق ماقبل کے ساتھ ہوتا ہے تو آپ کی خاتمیت کا تعلق انبیاء سابقین کے ساتھ ہو گا نہ کہ انبیاء لاحقین کے ساتھ۔ اس لئے آپ کی سیادت کا ظہور لیلۃ المعراج میں حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اجتماع کے بعد ہوا۔ اور اسی طرح قیامت

کے دن آپ کی سیادت اور خاتمت کا ظہور اس طرح ہوگا کہ تمام اولین و آخرین جمع ہوں گے اور سلسلہ شفاعت حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر منتہی اور مختتم ہوگا۔ شب معراج اور روز قیامت میں انہیں انبیاء کا ذکر ہے جو آپ سے پہلے مبعوث ہوئے۔ آپ کے بعد مبعوث ہونے والے نبی کا کہیں نام و نشان نہیں۔

قال ابن عباس یزید لولہ
اختتم بہ النبیین لجلت
لہ ابنا یكون بعدہ نبیاً۔
و نہی عن عطاء ان اللہ
لما حکم ان لا نبی بعدہ
لہ یعطہ ولدًا ذکرا یصیر
رجلاً (کذا فی المعجم)

ابن عباس فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مراد یہ ہے
کہ اگر میں آپ پر انبیاء کے سلسلہ کو ختم نہ
کرتا تو آپ کو بیٹا عطا کرتا کہ جو آپ کے بعد نبی ہوتا
عطا سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب یہ
فیصلہ فرمادیا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں
ہوگا تو آپ کو کوئی ایسا لڑکا نہیں دیا جو
آئندہ بلی کہ مرد بنے۔

امردوم

جہود علماء کا قول یہ ہے کہ نبی عام ہے اور رسول
خاص۔ اصطلاح شریعت میں رسول اس کو
کہتے ہیں کہ جو اللہ کی طرف سے جدید کتاب یا جدید شریعت لے کر آیا ہو اور
نبی وہ ہے جو بذریعہ وحی احکام خداوندی کی تبلیغ کرتا ہو۔ نبی کیلئے جدید کتاب
اور جدید شریعت کا ہونا شرط نہیں مگر اللہ تعالیٰ اِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَةَ

فِيهَا هُدًى وَنُورٌ مَّا يُحْكَمُ بِهَا النَّبِيُّونَ (کذا فی الاحکاف ص ۲۱۰ ج ۲) یہ آیت انبیاء
 بنی اسرائیل کے بارے میں آتری کہ جو تورات اور شریعت موسویہ کے مطابق حکم
 دیتے تھے۔ نبی تھے مگر ان کے پاس نہ کوئی مستقل کتاب تھی اور نہ مستقل شریعت۔
 خلاصہ یہ کہ رسول خاص ہے اور نبی عام ہے اور آیت میں لفظ خاتم النبیین کا
 ہے خاتم المرسلین کا نہیں۔ حالانکہ ظاہر کلام کا مقتضی یہ تھا کہ خاتم المرسلین فرماتے
 اس لئے کہ وَاللّٰن تَرٰ سُوْلَآءِ اللّٰهِ كَے بعد وَخَاتَمَ الْمُرْسَلِيْنَ بظاہر زیادہ مناسب
 تھا، لیکن بجائے لفظ خاص (یعنی بجائے رسول کے لفظ عام استعمال فرمایا یعنی
 خاتم النبیین فرمایا تاکہ معلوم ہو جائے کہ آپ مطلقاً تمام انبیاء کے خاتم ہیں
 اور آپ پر مطلقاً نبوت ختم ہو گئی۔ مستقلہ ہو یا غیر مستقلہ، تشریحیہ ہو یا غیر
 تشریحیہ اور جب نبوت ختم ہو گئی تو رسالت کا ختم ہونا بدرجہ اولیٰ معلوم
 ہو گیا اس لئے کہ عام کی نفی خاص کی نفی کو مستلزم ہے۔

امر سوم

النبیین میں الف لام استغراق کا ہے اس لئے کہ علماء عربیت کی تصریح
 ہے کہ جو الف لام جمع پر داخل ہو وہ استغراق کے لئے ہوتا ہے۔ کما قال
 ابوالبقر فی کلیاتہ ص ۵۶۲

جمہور علماء اصول اور علماء عربیت یہ کہتے ہیں
 کہ الف لام تعریف کا خواہ مفرد پر داخل ہو
 یا جمع پر مفید استغراق ہوتا ہے۔ الایہ کہ

قال عامة اهل الاصول و
 العربية لام التعريف سواء
 دخلت على المفرد او الجمع

کوئی خاص معبود اور معین مراد ہو۔

تفید الاستغراق ۱۵۱۱

کان معبوداً -

اور جس شخص کو خدا تعالیٰ نے ذرا بھی عقل سے حصہ عطا فرمایا ہے۔ وہ سمجھ سکتا ہے کہ انبیین میں الف لام عہد کا نہیں ہو سکتا اور نہ یہ معنی ہونگے کہ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم مخصوص اور معبود نبیوں کے خاتم ہیں۔ تمام انبیاء کے خاتم نہیں اور ظاہر ہے کہ یہ معنی بالکل لغو اور مہمل ہیں اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی شان امتیاز ہی باقی نہیں رہتی اس لئے کہ اس معنی کے لحاظ سے تو ہر نبی کو کسی خاص قوم اور خاص خطہ کے اعتبار سے خاتم انبیین کہہ سکتے ہیں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا خصوصیت رہی اور اگر یہ کہا جائے کہ استغراق عرفی مراد ہے تو یہ بھی صحیح نہیں اسلئے کہ اصل استغراق میں استغراق حقیقی ہے اور استغراق عرفی مجاز ہے۔

حقیقت کے ہوتے ہوئے مجاز کی طرف رجوع نہیں کیا جاسکتا۔ علاوہ ازیں اشکال سابق پھر عود کر آئے گا اور جب یہ ثابت ہو گیا کہ انبیین میں الف لام استغراق کا ہے اور استغراق سے استغراق حقیقی مراد ہے تو معنی آیت کے یہ ہوں گے کہ آپ نبوت کے تمام افراد اور اشخاص کے خاتم ہیں۔ خواہ وہ مستقل نبی ہوں یا کسی کے تابع ہوں اور آپ حقیقتہً تمام انبیاء کے خاتم ہیں۔ آپ کے بعد قیامت ہوگی کسی قسم کا کوئی نبی آئیوالات نہیں۔ اب اس آیت سے ہر قسم کی نبوت کا اختتام معلوم ہو گیا اور اس احتمال کی گنجائش نہیں رہی کہ آپ صرف نبوت مستقلہ کے خاتم ہیں۔

آیت مذکورہ کی تفسیر خود قرآن کریم سے خاتم النبیین کے جو معنی ہم نے بیان کیے یعنی آخر

النبیین کے، تمام ائمہ لغت اور علماء عربیت اور تمام علماء شریعت عہد نبوت سے لیکر اب تک سب کے سب یہی معنی بیان کرتے آئے ہیں۔ انشاء اللہ ثم انشاء اللہ تعالیٰ ایک حرف بھی کتب تفسیر اور کتب حدیث میں اس کے خلاف نہ ملیگا۔ اب ہم مزید توضیح کے لئے اس آیت کی ایک دوسری قرأت پیش کرتے ہیں جس سے اور مزید وضاحت ہو جائے گی۔ وہ قرأت یہ ہے۔
 ولكن نبيا ختم النبیین
 لیکن آپ ایسے نبی ہیں جنہوں نے تمام نبیوں کو ختم کر دیا۔

یہ قرأت حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ہے جو تمام تفاسیر معتبرہ میں منقول ہے اس قرأت سے وہ تمام تاویلات اور تحریفات بھی ختم ہو جاتی ہیں جو مرزائی جماعت نے خاتم النبیین کے لفظ میں کی ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم عن قریب ان تاویلات کا ذکر کر کے ان کا جواب دیں گے۔

اور جس طرح آیت شریفہ میں دو قسم کی قرأتیں ہیں۔ اسی طرح احادیث میں دو قسم کی روایتیں ہیں۔ بعض روایات میں خاتم النبیین کا لفظ آیا ہے اور بعض روایات میں ختم نبی النبیین اور ختم نبی الانبیاء بصیغہ ماضی معروف اور مجهول آیا ہے جس کے صاف اور صریح معنی ختم کرنے کے ہیں اس میں کسی تاویل کی گنجائش ہی نہیں۔

آیت مذکورہ کی تفسیر حدیث شریف اہل اقوال صحابہ سے

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :-

انہ سیکون فی امتی کذا ابون
تلیثون کلہم ینزعہم انہ نبی
وانا خاتم النبیین لانی بعدی
(مشاہدہ مستحکم)

تحقیق میری اُمت میں تیس بڑے بڑے کذاب
اور دجال ظاہر ہوں گے ہر ایک کا زعم یہ
ہوگا کہ میں نبی ہوں اور حالانکہ میں خاتم
النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

اس حدیث میں غمزد کرنے سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

اولیٰ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امر کی پیشین گوئی فرمائی، کہ
آپ کے بعد صرف جھوٹے مدعیان نبوت پیدا ہونگے کوئی نبی پیدا نہ ہوگا۔ نبوت
مجھ پر ختم ہوگئی اگر کسی قسم کی نبوت باقی ہوتی تو یوں ارشاد فرماتے کہ میرے بعد
نبی بھی آئیں گے اور دجال و کذاب بھی۔ دیکھو اگر نبی ہو تو اس کی اطاعت کرنا
اور جو کذاب و دجال ہو اس سے پرہیز کرنا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا امت
کو مطلقاً صرف یہ ہدایت فرمانا کہ دیکھو جو شخص بھی میرے بعد نبوت کا دعوے
کرے بے تامل اُس کو کذاب و دجال سمجھنا یہ اس امر کی صریح دلیل ہے کہ اب
آپ کے بعد کسی قسم کی نبوت باقی نہیں رہی۔

دوم یہ کہ وہ جھوٹے مدعی امتی اور محمدی ہونے کے مدعی ہوں گے جیسا کہ
سیکون فی امتی کذا ابون کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ اس کا

مطلب یہ ہے کہ یہ جھوٹے نبی لوگوں کو میری نسبت سے دھوکا دیں گے اس لئے کہ اگر علی الاعلان آپ سے اپنی نسبت اور تعلق کے انقطاع کا اعلان کریں تو پھر کوئی ان کے دھوکہ میں نہ آئے۔ آپ کی طرف اپنی نسبت کریں گے اور پھر اس دھوکہ سے لوگوں کو اپنی نبوت کی دعوت دیں گے۔

سوم یہ کہ آپ نے ان جھوٹے مدعیان نبوت کے جھوٹا ہونے کی دلیل یہ بیان فرمائی کہ وہ یہ گمان کرے گا کہ میں نبی ہوں اور حالانکہ میں آخری نبی ہوں معلوم ہوا کہ مجال اور کذاب ہونے کے لئے فقط دعوت نبوت کافی ہے کسی اور دلیل کی حاجت نہیں۔

حکایت

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں کسی شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اور اپنی نبوت پر دلائل پیش کرنے کیلئے مہلت مانگی تو امام اعظم نے فتویٰ دیا کہ جو شخص اس کی نبوت کی دلیل طلب کرے گا وہ کافر ہے اس لئے کہ وہ ارشاد نبوی "لا نبی بعدی" کا منکر اور کذاب ہے۔

چہاں یہ کہ جملہ "لا نبی بعدی" جملہ "انا خاتم النبیین" کی تفسیر ہے اور لافنی جنس کا ہے جو نکرہ پر داخل ہوا ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ میرے بعد یہ جنس ہی ختم ہے۔ اور جنس نبی کا کوئی فرد بھی میرے بعد مستحق نہ ہوگا اور چونکہ نبی عام ہے کہ خواہ صاحب شریعت ہو یا کسی کا تابع ہو اور رسول خاص ہے اس لئے لا نبی بعدی میں مطلق نبی کی نفی فرمادی کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا خواہ تشریحی ہو یا غیر

تشریحی۔ کیونکہ یہ تو مطلق نبی کی قسمیں ہیں اور جب سرے سے مقسم ہی نہ رہا تو قسمیں کہاں متحقق ہو سکتی ہیں اقسام کا بدوین مقسم کے اور افزاد کا بدوین کلی کے پایا جانا عقلاً محال ہے۔

پہنچ یہ کہ اس حدیث سے یہ امر بخوبی واضح ہو گیا کہ خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کے ہیں اور یہ معنی نہیں کہ آپ انبیاء کی مہربا زینت ہیں۔ اس لئے کہ حدیث کا یہ جملہ آپ نے مدعیان نبوت کے جھوٹے ہونے کی دلیل میں ارشاد فرمایا ہے کہ ان مدعیان نبوت کے جھوٹا ہونے کی دلیل یہ ہے کہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں اس لئے ان کا دعویٰ نبوت انکے جھوٹا ہونے کی دلیل ہے پس اگر خاتم النبیین کے معنی مہر اور زینت کیلئے جائیں تو ان کے جھوٹا ہونے کی دلیل کیسے ہوگی۔ بلکہ حدیث کے معنی یہ ہونگے کہ میرے بعد بہت سے کذاب اور دجال نبوت کا دعویٰ کریں گے اور حالانکہ میں نبیوں کی مہر ہوں میری مہر سے نبی نہیں گئے اور ظاہر ہے کہ یہ معنی بالکل لغو اور مہمل ہیں اور جملہ لانا نبی بعدی کے صریح منافی اور منافی ہیں بلکہ انا خاتم النبیین کے بعد لانا نبی بعدی کا اضافہ اس امر کی صریح دلیل ہے کہ خاتم کے معنی مہر کے نہیں بلکہ آخر کے ہیں اور اسی طرح مسند احمد اور معجم طبرانی میں حدیث بن الیمان سے مرفوعاً یہ الفاظ مروی ہیں۔

انا خاتم النبیین لانا نبی بعدی۔ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں۔

اس روایت میں بھی خاتم النبیین کے بعد جملہ لانا نبی بعدی بطور تفسیر مذکور ہے اور اسی وجہ سے اس جملہ کا پہلے جملہ پر عطف نہیں کیا گیا اس لئے کہ بلا غنت کا

قاعدہ ہے کہ جب جملہ ثانیہ جملہ اولی کیلئے عطف بیان ہو تو پھر عطف ناجائز ہو جاتا ہے۔ اسلئے کہ عطف نسق چاہتا ہے تغایر کو اور عطف بیان چاہتا ہے۔ کمال اتحاد کو اور کمال وحدت اور مغائرت جمع نہیں ہو سکتی۔ ایک اور حدیث یحییٰ جس سے اس آیت کی تفسیر ہوتی ہے۔

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثلی و مثل الانبیاء مکمل قصیر احسن بنیانہ ترک منہ موضع لبنۃ فطافا بہ النظائر یتعجبون من حسن بنیانہ الا موضع تلك اللبنۃ فکنت اناس دلت موضع اللبنۃ ختم بی النبیین و ختم بی الرسل و فی الروایۃ فانا اللبنۃ و انا خاتم النبیین۔ متفق علیہ مشکوٰۃ شریف۔ باب فضائل سید المرسلین صلوات اللہ علیہ۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری اور انبیاء سابقین کی مثال ایک ایسے محل کی سی ہے کہ جو نہایت خوبصورت بنایا گیا ہو مگر اس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی ہو۔ لوگ تعجب سے اس محل کو دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایک اینٹ کی جگہ کیوں چھوڑ دی گئی؟ سوئیں نے اس اینٹ کی جگہ کو پُر کر دیا ہے اور وہ عمارت مجھ پر ختم ہوئی اور رسولوں کا سلسلہ بھی مجھ پر ختم ہوا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ قصر نبوت کی وہ آخری اینٹ

میں ہی ہوں اور میں عیوں کا ختم کرنے والا ہوں۔

ہر چیز کی ایک ابتدا ہوتی ہے اور ایک انتہا، اسی طرح عمارت نبوت کی بھی ایک ابتدا ہے اور ایک انتہا۔ اس عمارت کی ابتدا حضرت آدم علیہ السلام

سے ہوئی اور خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ عمارت ختم ہوئی۔ قصر نبوت کی تکمیل کے لئے ایک اینٹ کی جگہ باقی تھی آپ کی ذات برکات نے اس جگہ کو پورا کر دیا اور قصر نبوت کی عمارت بالکل مکمل ہو گئی اب اس میں کسی اینٹ کی جگہ باقی نہیں کہ اس میں کسی تشریحی یا غیر تشریحی نبوت کی اینٹ داخل ہو سکے۔ مرزا صاحب قصر نبوت میں اپنی ایک اینٹ داخل کرنا چاہتے ہیں لیکن وہاں کوئی جگہ نہیں۔ لہذا وہ اینٹ چو نکہ قصر نبوت کا جزو نہیں بن سکتی۔ اس لئے اس کو کہیں ادھر ادھر پھینک دیا جائے گا۔ خدا سوچنے کا مقام ہے کہ جب آپ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم اور حضرت عمرؓ اور حضرت علی کے لئے قصر نبوت میں کسی قسم کی گنجائش نہ نکل سکی۔ سلیمۃ الہند اور اسود قادیان کے لئے کہاں جگہ نکل سکتی ہے۔ البتہ کفر اور دجل کی عمارت میں اس قسم کی اینٹ کو نئے کاہرا ہو سکتی ہے۔

ناظرین کرام پر مخفی نہیں کہ حدیث مذکور کا صاف اور واضح مطلب یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے قصر نبوت کی عمارت کو ختم کر دیا۔ مگر مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ نہیں ابھی قصر نبوت کی عمارت ناتمام ہے اور بہت سی اینٹوں کی اس میں گنجائش ہے۔

یہ کہ خاتم النبیین کے معنی تو آخر النبیین ہی کے ہیں جس خلاصہ کلام [نبی پر یہ آیت اتری اُس نے اس آیت کے یہی معنی سمجھے اور یہی سمجھائے اور جن صحابہ نے اس نبی سے قرآن اور اس کی تفسیر پڑھی انہوں نے بھی یہی معنی سمجھے فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُكْفُرْ العرَضِ حَقِّ رُزْرُوشن

کی طرح واضح ہے کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں اور اگر اس کے بعد بھی کوئی شک باقی رہے تو پھر میں وہی عرض کروں گا جو حضرت الاستاذ مولانا الشاہ سید محمد انور نور اللہ وجہد یوم القیامۃ و نضر (آمین) نے اپنے فارسی رسالہ خاتمۃ النبیین ص ۶۲ میں تحریر فرمایا ہے :-

ان بد نصیب اور محروم القسرت لوگوں کے حال سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اگر حق تعالیٰ شاکہ بھی قسم کھا کر فرمائیں کہ خاتم النبیین سے میری مراد یہ ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں بھیجوں گا تو یہ بد نصیب جواب میں کہیں گے کہ ہاں ہاں یہ لفظ (خاتم النبیین) کا تو درست ہے مگر آپ کی مراد یہ ہے کہ یہ سلسلہ نبوت نکال طریق سے اب جاری رکھیں گے۔

از حال این مخذولان چنان معلوم می شود کہ اگر حق تعالیٰ سوگند خورد کہ مراد من این است کہ من بعد او هیچ گونه کدام نبی خواهم فرستاد گفتندے کہ ہاں لفظ ہمین است کہ تو گفتی لیکن مراد تو اینست کہ این سلسلہ را جاری داری بطریق۔

مرزائی مفسر کا اعتراف و اقرار

مرزا محمد علی لاہوری مرزائی نے اپنی تفسیر میں اس امر کا صاف اعتراف کیا ہے کہ ختم نبوت کے بارے میں جو احادیث آئی ہیں وہ آیت خاتم النبیین سے کی تفسیر ہیں۔ چنانچہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں :-

”اور خاتم کے معنی مہر بھی ہیں اور آخر بھی اور کسی قوم کے خاتم اور خاتم سے مراد ان میں سے آخری ہونا ہے ختام القوم و خاتمہم و خاتمہم و خاتمہم و خاتمہم اور خاتم اور خاتم اور خاتم ہمارے نبی صلعم کے اسماء میں سے ہیں اور خاتم النبیین اور خاتم

النبیین کے معنی ہیں آخری نبی (دل) اور آپ کو خاتم النبیین کہا اسلئے کہ نبوت کو آپ کے ساتھ ختم کر دیا۔ (رخ) خاتم النبیین کے معنی لغت سے اوپر بیان ہو چکے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام ایک قوم ہیں اور کسی قوم کا خاتم یا خاتم ہونا صرف ایک ہی معنی رکھتا ہے یعنی ان میں سے آخری ہونا۔ پس نبیوں کے خاتم کے معنی نبیوں کی مہر نہیں بلکہ آخری نبی ہیں۔ یہاں ان سب احادیث کے نقل کرنے کی گنجائش نہیں جن میں خاتم النبیین کی تشریح کی گئی ہے یا جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی کا نہ آنا بیان کیا گیا ہے اور یہ احادیث متواترہ ہیں جو صحابہ کی ایک بڑی جماعت سے مروی ہیں اور امت کا اس پر اجماع ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی نہیں۔ حدیث اول جس میں لفظ خاتم النبیین کی تفسیر زبان نبوی سے مروی ہے متفق علیہ ہے مثل و مثل الانبیاء مکمل رجل بنی بنیاناً فاحسنه واجمله الامرضع لبنۃ من نراویۃ فجعل الناس یطوضون بہ ویتعجبون لہ ویقولون ہلا وضعت ہذا اللبنۃ قال قانا اللبنۃ وانما خاتم النبیین۔ یعنی میری مثال اور نبیوں کی مثال ایک شخص کی مثال ہے جس نے ایک گھر بنایا اور اسے اچھا اور خوبصورت بنایا سوائے کونے کی اینٹ کے تو لوگ اس کے گرد گھومتے اور تعجب کرتے اور کہتے یہ اینٹ کیوں نہیں لگائی سو میں وہ اینٹ ہوں اور خاتم النبیین ہوں اور دوسری حدیث متفق علیہ میں لفظ خاتم النبیین کی تفسیر یوں کی ہے انہ سیکون فی امتی ثلاثون کذابون کلابہ یزعمون انہ نبی و انما خاتم النبیین لانسبی بعما ی یعنی میری امت میں تیس کذاب ہوں

گے ہر ایک ان میں سے دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے اور میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تیسری حدیث میں جو مسلم ترمذی نسائی کی ہے یہ ذکر ہے کہ مجھے چھ چیزوں میں دوسرے انبیاء پر فضیلت دیکھی ہے جن میں سے چھٹی یہ ہے کہ ختہ نبی النبیین یعنی میرے ساتھ نبی ختم کئے گئے ہیں۔ وہاں بجائے خاتم النبیین کے یہ لفظ رکھ کر بتا دیا کہ خاتم النبیین سے یہ مراد ہے نہ کچھ اور۔ وہ احادیث جن میں آپ کے آخری نبی ہونے کا ذکر ہے اور وہ بھی درحقیقت خاتم النبیین کی تفسیر ہی ہیں بہت سی ہیں۔ مثلاً ایک حدیث میں ہے کہ بنی اسرائیل میں نبی کے بعد نبی آتا تھا لیکن میرے بعد نبی نہ آئے گا بلکہ خلفاً ہونگے اور ایک حدیث میں ہے کہ میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر نہ ہوتا۔ اور ایک میں ہے کہ علیؑ کی نسبت میرے ساتھ وہی ہے جو ہارون کی موسیٰ کے ساتھ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور ایک میں ہے کہ میرا نام عاقب ہے اور عاقب وہ ہے کہ جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔ انا العاقب والعاقب لیس بعداۃ نبی اور ایک میں ہے کہ نبوت میں سے کچھ باقی نہیں رہا مگر مبشرات اور ایک میں ہے کہ نبوت اور رسالت منقطع ہو گئی اور وہ حدیثوں میں ہے کہ نبی بعدی یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں اور ایسی حدیثیں جن میں آپ کو آخری نبی کہا گیا ہے چھ ہیں۔ اس قدر زبردست شہادت کے ہوتے ہوئے کسی مسلمان کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے سے انکار کرنا بیانات اور اصول دینی سے انکار ہے۔ انتہی کلامہ ص ۱۵۱ ج ۳۔

مرزائی مفسر سے ایک استفسار | مرزائی مفسر نے اخیر میں اس امر کا صاف

اقرار کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا انکار اصول دین کا انکار ہے اور ظاہر ہے کہ اصول دین کا انکار صریح کفر ہے اب سوال یہ ہے کہ آیا مرزا صاحب ان آیات بینات اور اصول دینی کے منکر تھے یا نہیں مرزا صاحب کی بیشتر عبارات سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ مرزا صاحب نبوت کے مدعی تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کے منکر تھے تو مرزا صاحب اس اصول دینی کے انکار کی بنا پر کافر ہوئے یا نہیں۔ نیز مرزا بشیر الدین احمد صاحب جو ختم نبوت کے منکر ہیں وہ آپ کے نزدیک کافر ہیں یا نہیں اور اگر نہیں تو باوجود اصول دین کے انکار کے کیوں کافر نہیں اور اگر کافر ہیں تو ان کی تکفیر کا اعلان ضروری ہے تاکہ عوام کو اشتباہ نہ ہے۔

نیز جو مسلمان حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین سمجھتے ہیں اور مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتے ان کو تو آپ کافر سمجھتے ہیں اور جو لوگ مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے منکر ہیں ان کو مسلمان سمجھتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے ؟

ختم نبوت پر مرزا صاحب کی تصریح اب میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ دعویٰ نبوت سے

پہلے خود مرزا صاحب ختم نبوت کے قائل تھے اور خاتم النبیین کے یہی معنی سمجھتے تھے کہ جواب تک تمام امت نے سمجھے کہ آپ آخری نبی ہیں آپ کے بعد کوئی دوسرا نبی نہیں ہو سکتا۔

حمامۃ البشری صفحہ ۶۶ و ۶۷ میں آیت (مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْكُمْ) کی

تشریح کرتے ہوئے مرزا صاحب لکھتے ہیں: "ہمارے نبی علیہ السلام خاتم النبیین ہیں۔ بغیر کسی استثناء کے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ارشاد فرمایا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اگر آنحضرت کے بعد ہم کسی نبی کے ظہور کے مجوز بنیں گے تو نبوت کا دروازہ بند ہونیکے بعد اسکے کھلنے کے قائل ہو جائینگے اور یہ اللہ تعالیٰ کے وعدہ کی خلاف ہے۔ ہمارے نبی علیہ السلام کے بعد کسی طرح کوئی نبی آسکتا ہے۔ حالانکہ آپ کے بعد وحی کا انقطاع ہو چکا ہے اور نبی آپ کیساتھ ختم ہو چکے ہیں" اور ازالۃ الادہام صفحہ ۵۲۲ پر لکھتے ہیں کہ "مسیح کیوں کر آسکتا ہے وہ رسول تھا اور خاتم النبیین کی دیوار وہیں اُس کو آنے سے روکتی ہے" اور پھر اسی ازالۃ الادہام کے صفحہ ۵۳۲ پر لکھتے ہیں: "لیکن وحی نبوت پر تو تیرہ سو برس سے مہر لگ چکی ہے کیا یہ مہر اس وقت ٹوٹ جائے گی؟"

اور حجامۃ البشری صفحہ ۹۶ میں لکھتے ہیں "وما کان لی ان ادعی النبوة وَاخِرُ من الاسلام والحق بقوم کافرین یہ مجھ سے کیسے ہو سکتا ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام سے خارج ہو جاؤں اور کفار سے جا ملوں"

اور ازالۃ الادہام صفحہ ۳۱۰ پر لکھتے ہیں "قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا خواہ وہ نیا رسول ہو یا پُرانا کیونکہ رسول کو علم دین تو سب جبرئیل ملتا ہے اور باب نزول جبرئیل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے یہ بات خود معنی ہے کہ دنیا میں رسول تو آئے اور سلسلہ وحی رسالت نہ ہو"

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ قرآن کریم خاتم النبیین کے بعد نہ کسی نئے نبی کا آنا جائز رکھتا ہے اور نہ کسی پرانے نبی کا۔ پس اگر مرزا صاحب نے

نبی ہیں تو تب نہیں آسکتے اور اگر پانے نبی ہیں تو تب بھی نہیں آسکتے خود مرزا کے اقرار سے دروازہ بند ہے۔

حجراتہ البشری صفحہ ۳۴ میں لکھتے ہیں :- واما ذکر نزول عیسیٰ بن مریم
فما کان لمؤمن ان یحمل هذا الاسم المذکور فی الاحادیث علی ظاہر معناه
لانہ ینتالیف قول اللہ عزوجل ما کان مُحَمَّدًا اَبًا اَحَدٍ مِنْ رِجَالِ الْکُفْرِ وَ لکن
رَسُولَ اللّٰهِ فَخَالَعَ النَّبِیِّیْنَ الْاَتَعْلَمُ ان السَّوْبَ الرَّحِیْمَ الْمُتَفَضَّلَ سَمِیَ بُیْنَنا
صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمَ الْاَنْبِیَاءِ بِغَیْرِ اسْتِثْنَاءٍ وَ فِی سِرِّنا صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
فِی قَوْلِهِ لَا نَبِیَّ بَعْدِی بَیْانٍ وَ اَظْهَرَ لِلطَّالِبِیْنَ وَ لَوْ جَوَّزْنَا ظَهْرَ نَبِیِّ بَعْدِ بُیْنَنا
صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَجَوَّزْنَا انْفِتاحَ بابِ وَحِیِّ النُّبُوَّةِ بَعْدَ تَغْلِیقِها وَ هَذَا
خَلْفٌ وَ کَیْفَ یَجِیئُ نَبِیٌّ بَعْدَ رَسولِنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَ قَدْ انْقَطَعَ الوَحِیُّ بَعْدَ
وَفاتِهِ وَ خَتَمَ اللّٰهُ بِهِ النَّبِیِّیْنَ انْتَقَدَ بان عِیْسَى الَّذِی انزَلَ عَلَیْهِ الْاِنْجِیلَ
هُوَ خَاتَمُ الْاَنْبِیَاءِ لارَسولِنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ انْتَقَدَ ان ابن مَرِیْدَ یَأْتِی وَ
یَنْسِخُ بَعْضَ احْکامِ الْقُرْآنِ وَ یَنْزِیْدُ بَعْضَنا - یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے
بارے میں کسی مسلمانوں کو جائز نہیں کہ اس کلام کو جو حدیث میں آیا ہے ظاہری معنی
پر محمول کرے کیونکہ آیت مَا کَانَ مُحَمَّدًا اَبًا اَحَدٍ الْاِخْرَ کے خلاف ہے کیا تم کو معلوم نہیں
کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام خاتم الانبیاء رکھا ہے اور اس
میں کسی کا استثنا نہیں کیا اور پھر اسی خاتم النبیین کی خود اپنے کلام میں تفسیر فرماتے
ہوئے فرمایا لا نبی بعدی جو سمجھنے والوں کیلئے واضح بیان ہے۔ اگر تم جائز
رکھیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی آسکتا ہے تو لازم آتا ہے کہ دروازہ وحی نبوت کا

بند ہونے کے بعد کھل جائے۔ اور آپ کے بعد کوئی نبی کیسے آسکتا ہے حالانکہ وحی نبوت منقطع ہو چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ تمام انبیاء کو ختم کر دیا ہے۔ کیا ہم اعتقاد رکھیں کہ عیسیٰ علیہ السلام آئیں اور وہی خاتم الانبیاء بنیں؟ ہمارے رسولؐ

مرزا صاحب کی ان تمام جہارات سے اور خصوصاً آخری جہارت سے یہ صاف ظاہر ہے کہ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کے ہیں اور مقصود آیت کا یہ ہے کہ آپؐ کی آمد سے نبوت کا دروازہ بند ہو گیا ہے اور خاتم النبیین کے بعد نہ کوئی پرانا نبی آسکتا ہے اور نہ نیا نبی۔ اور مرزا صاحب نے یہ بھی تصریح فرمادی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خاتم النبیین کی تفسیر اپنے کلام میں لانا نبی بعدی سے فرمائی معلوم ہوا کہ خاتم النبیین اور لانا نبی بعدی میں باعتبار معنی کے کوئی فرق نہیں اسلئے کہ بیان اور مبتین اور تفسیر اور مفسر متحد بالذات ہوتے ہیں۔

شبه یہ ہے کہ مرزا صاحب کی یہ تحریرات نومبر ۱۹۰۱ء سے پیش تر کی ہیں کہ جس وقت مرزا صاحب کو نبوت نہیں ملی تھی لہذا یہ تمام تحریریں منسوخ ہی جائیں گی۔

جواب

یہ ہے کہ نسخ عقائد میں جاری نہیں ہوتا نسخ احکام میں ہوتا ہے یہ ناممکن ہے کہ جو بات پہلے کفر کی تھی وہ بعد میں اسلام بن جائے۔ نیز انبیاء کفر سے قبل از نبوت بھی پاک ہوتے ہیں۔ نیز بد عمل اور بد فہم کبھی نبی نہیں ہو سکتا۔

مرزائی جماعت سے ایک سوال

مرزا صاحب کی ان تمام عبارات سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ دعوائے نبوت سے پہلے مرزا صاحب بھی خاتم النبیین کے معنے وہی سمجھتے تھے کہ جو تیرہ سو برس سے تمام دنیا کے مسلمان سمجھتے چلے آئے اور کسی نئے اور پرانے نبی کا آنا ختم نبوت کے منافی سمجھتے تھے اور ختم نبوت کے انکار اور ختم الانبیاء کے بعد دعوائے نبوت کو کفر بتلاتے تھے مرزا صاحب کا یہ پہلا عقیدہ تھا اور اب دعوائے نبوت کے بعد مرزا صاحب خاتم النبیین کے دوسرے معنی بیان کرتے ہیں جس کی بناء پر نبوت کا جاری ہونا ضروری ہو گیا اور جس مذہب میں وحی نبوت نہ ہو وہ شیطانی اور لعنتی مذہب کہلانے کا مستحق ہے اور یہ کہتے ہیں کہ جو شخص یہ کہے کہ رسول اللہ کے بعد کوئی نبی نہ ہو گا وہ کافر اور بے ایمان ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ خاتم النبیین کے کون سے معنی صحیح ہیں پس اگر خاتم النبیین کے جدید معنی صحیح ہوں کہ جو مرزا صاحب نے دعوائے

نبوت کے بعد بیان کئے اور جس کی بناء پر نبوت کا جاری رہنا ضروری ہوا تو یہ لازم آئے گا کہ اس تیرہ صدی میں جس قدر بھی مسلمان اس عقیدہ پر گزریں وہ سب کافر اور بے ایمان مرے۔ گویا کہ عہد صحابہ سے لے کر اس وقت تک تمام امت کفر پر گوری اور دعوائے نبوت سے پہلے خود مرزا صاحب بھی جب تک اسی سابقہ عقیدہ پر رہے کافر ہے۔ دعوائے نبوت کے بعد مرزا صاحب کا ایمان صحیح اور درست ہوا۔ اور پچاس برس تک مرزا صاحب کافر و شرک کی گندگی میں آلودہ و رملوٹ

ہے اور عبادت اور بدعتی کے دلغ سے داعی ہے کہ پچاس برس تک آیات اور احادیث کا مطلب غلط سمجھتے رہے اور تمام امت کا اس پر اجماع ہے کہ کافر اور غیبی نبی نہیں ہو سکتا۔ اور جو شخص تمام امت کی تکفیر و تفسیل اور تحقیق و تجسس کرتا ہو وہ بالاجماع کافر اور گمراہ ہے اور اگر خاتم النبیین کے پہلے معنی صحیح ہوں جو تمام امت نے سمجھے اور مرزا صاحب بھی دعوائے نبوت سے پہلے وہی سمجھتے تھے تو لازم آئے گا کہ پہلے لوگ تو سب مسلمان ہوں اور مرزا صاحب دعوائے نبوت کے بعد سابق عقیدہ کے بدل جانے کی وجہ سے خود اپنے اقرار سے کافر اور مرتد ہو جائیں۔ غرض یہ کہ خاتم النبیین کے جو نئے بھی معنی لائے جائیں۔ مرزا صاحب ہر صورت میں کافر ہیں۔

چند اہام اور ان کا ازالہ | آیت خاتم النبیین کی تفسیر واضح ہو چکی ہے۔ اب اس میں کسی قسم کے شک اور شبہ کی گنجائش نہیں لیکن مرزائی صاحبان باوجود حق واضح ہونے کے پھر بھی شک اور شبہ میں پڑے ہوئے ہیں۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان اہام کا بھی ازالہ کر دیا جائے شاید حق تعالیٰ شانہ کی توفیق سے امر حق ان کی سمجھ میں آ جائے۔ وما ذلک علی اللہ یعزیز۔

وہم اول

اگر خاتم النبیین کے یہ معنی ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا تو اخیر زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول جو مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ ہے کیسے صحیح ہوگا۔

خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا جیسے آخری
 ازلہ اولاد اور آخری بیٹے کے یہ معنی ہیں کہ اس کے بعد کوئی بیٹا پیدا نہیں ہوا،
 اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ سے پہلے پیدا ہوئے اور آپ سے پہلے پیغمبر ہوئے۔
 البتہ مرزا صاحب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیدا ہوئے لہذا مرزا صاحب کا وجود
 تو ختم نبوت کے منافی ہوگا لیکن حضرت عیسیٰ کا نزول ختم نبوت کے معارض نہ ہوگا۔
 حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں بہت سے پیغمبر پیدا ہوئے مگر سب کے اخیر میں آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ جب حضرت آدم علیہ
 السلام آسمان سے زمین پر اترے اور یہاں آکر دل گھرایا تو حضرت جبریلؑ نے
 اذان دی اور اس میں اشہد ان محمد رسول اللہ کہا تو حضرت آدم نے حضرت جبریلؑ
 سے پوچھا کہ محمد کون ہیں تو یہ جواب دیا:-

آخو ولدك من الانبياء (واہ علی) پیغمبروں میں آپ کے آخری بیٹے ہیں۔

یعنی آپ کی اولاد میں سب کے آخری نبی آپ پیدا ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام
 آپ سے پہلے نبی ہو چکے البتہ ان کی عمر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ طویل
 ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے صد ہا سال پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام
 زندہ آسمان پر اٹھائے گئے اور ابھی زندہ ہیں۔ اخیر زمانہ میں امت محمدیہ کا ایک
 مجدد ہونے کی حیثیت سے نازل ہوں گے وہی ہونے کی حیثیت سے نزول نہ ہوگا۔
 نزول کے بعد اپنی نبوت و رسالت اور اپنی کتاب یعنی انجیل اور اپنی شریعت
 کی طرف سے کسی کو دعوت نہیں دیں گے بلکہ خاتم النبیین کا نائب بن کر لوگوں کو خالص
 قرآن و حدیث کے احکام پر چلائیں گے اور خود بھی شریعت محمدیہ کے اتباع اور

پیروی کو اپنے لئے باعثِ مد فخر و ناز سمجھیں گے۔ خاتم الانبیاء ہی کی شریعت کا ڈنکا بجائیں گے اس لئے شیخ اکبر نے لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دو حشر ہو گئے ایک حشر انبیاء و رسل کے زمرہ میں ہو گا اور دوسرا حشر امتِ محمدیہ کے زمرہ میں ہو گا

مرزا صاحب تریاق القلوب صفحہ ۱۵۶ میں لکھتے ہیں ضرور ہوا کہ وہ شخص جس

مرزا صاحب کا خود اقرار و اعتراف

پر یہ تمام و کمال دورۂ آدمیت ختم ہو وہ خاتم الاولاد ہو یعنی اس کی موت کے بعد کوئی کامل انسان کسی عورت کے پیٹ سے نہ نکلے۔ پس جس طرح مرزا صاحب کے نزدیک خاتم الاولاد کے یہ معنی ہیں کہ اس کے بعد عورت کے پیٹ سے کوئی پیدا نہ ہو اسی طرح خاتم النبیین کے یہ معنی ہوں گے کہ آپ کے بعد کوئی نبی عورت کے پیٹ سے پیدا نہ ہو۔ اور ظاہر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آپ سے پہلے پیدا ہوئے۔ مقامِ تعجب اور مقامِ حیرت ہے کہ کسی پرانے نبی کا آنا خاتم النبیین کے مخالف ہو مگر قادیان میں کسی ایسے نبی اور رسول کا آنا جو تمام انبیاء و مرسلین بلکہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اعلیٰ اور افضل ہو یہ خاتم النبیین کے خلاف نہ ہو۔ مفضل نبی کی آمد کے لئے تو آمد کا دروازہ بند ہے اور تمام انبیاء سے افضل اور برتر کی آمد کے لئے دروازہ کھلا ہوا ہے۔ بلکہ حق تو یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آنا اس بات کی علامت ہے کہ اب سلسلہ انبیاء میں کوئی فرد اور کوئی عدد باقی نہیں رہا اس لئے پہلے ہی نبی کو لانا پڑا۔

وہم دوم

خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ آپ نبیوں کی مہر ہیں اور آپ کے بعد آپ کی مہر اور تصدیق اور اتباع سے قیامت تک نبی بنتے رہیں گے۔

یہ شبہ بالکل لغو اور مہمل ہے۔ لغت اور قواعد عربیت کے بھی خلاف **الکالم** ہے۔ ورنہ لازم آئے گا کہ خاتم القوم کے معنی یہ ہوں کہ جس کی مہر سے قوم بنے اور خاتم المہاجرین کے معنی یہ ہوں کہ جس کی مہر سے مہاجر بنیں اور خاتم الاولاد کے معنی یہ ہوں کہ جس کی مہر اور تصدیق اور اتباع سے اولاد بنے سبحان اللہ کیا عجیب و غریب حقائق و معارف ہیں۔

حق تعالیٰ شانہ کا تو مقصد یہ ہے کہ آپ کو اس لئے خاتم النبیین بنا کر بھیجا تاکہ سلسلہ نبوت ختم ہو اور مرنا صاحب یہ فرماتے ہیں کہ اس لئے نہیں بلکہ انبیاء نرانی اور پیغمبر سازی یعنی نبی بنانے کے لئے آپ کو بھیجا۔ علاوہ ازیں یہ مہمل تاویل حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت و لکن نبیا خاتم النبیین اور ان احادیث میں جن میں آخر الانبیاء اور لانی بعدی کا لفظ آیا ہے نہیں چل سکتی نیز خاتم کے معنی ختم کرنے والے کے ہیں پس اگر آپ کی مہر یا اتباع سے نبی بنتے لگیں تو آپ خاتم نبوت نہ ہونگے بلکہ فاتح نبوت ہونگے یعنی نبوت کا دروازہ کھولنے والے ہونگے۔

وہم سوم

مرزا صاحب ضمیر حقیقۃ الوحی ص ۲۶ پر لکھتے ہیں کہ تین طرز پر مستند ہوں

پس اس طور سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی۔

یہ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ استہزاء اور تمسخر ہے کہ ماں بھی چوری ازالہ ہو گیا اور مہر بھی نہیں ٹوٹی۔ اللہ تعالیٰ نے نبوت پر مہر لگائی مگر مرزا صاحب نے نبوت کو اس طرح ہوشیاری سے چرایا کہ چوری بھی کرنی اور خدا کی لگائی ہوئی مہر اسی طرح رہی۔ کیا یہ حق جل شانہ کے ساتھ تمسخر نہیں۔ جو شخص بادشاہ کے ساتھ اتحاد کا دعویٰ کرے اور بادشاہ کا لقب اپنے لئے ثابت کرے بلاشبہ وہ شخص باغی اور قابلِ گروں زدنی ہے۔ نیز حضرت انبیاء اگرچہ نور نبوت کے اعتبار سے سب متحد ہیں۔ کما قال اللہ تعالیٰ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهِ لیکن شخصیت کے اعتبار سے بلاشبہ اشخاص متغائرہ ہیں۔ ہر نبی کی ذات بابرکات علیحدہ اور جدا ہے۔ زمانہ ہر ایک کا جدا، مکان ہر ایک کا جدا، صفات اور معجزات ہر ایک سے جدا۔ اسی تغائر شخصی کی بناء پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین کہا گیا تاکہ معلوم ہو جائے کہ ختم نبوت کا دار و مدار روحانی اتحاد پر نہیں بلکہ شخصی تغائر پر ہے اور یہ واضح ہو جائے کہ اجراء نبوت یعنی دعویٰ پیغمبری کے لئے حجانہ اتحاد کا دعویٰ ذرہ برابر مفید نہیں۔ کون نہیں جانتا کہ حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام میں اتحاد نہیں تھا لیکن باوجود کمال اتحاد و محبت اور باوجود کمال اخوت و صداقت کے موسیٰ علیہ السلام اپنے مقام پر تھے اور ہارون علیہما السلام اپنے وقت پر نہیں۔ اگر بالفرض و التقدیر یہ ثابت ہو جائے کہ اس شخص کو حقیقتاً نہ کہ سیاستاً فنا فی الرسول کا مقام حاصل ہے تب بھی اس کو نبی کا لقب نہیں مل سکتا۔ اس لئے کہ اگر فنا فی الرسول کی وجہ سے غیر تشریحی اور غیر مستقل نبی کا لقب مل سکتا ہے۔

تو مستقل رسول اور مستقل نبی کا لقب کیوں نہیں مل سکتا، اور فنا فی اللہ کی وجہ سے اللہ اور خدا کا لقب کیوں نہیں مل سکتا۔

طلی اور بروزی نبوت کا عنوان محض فریب ہے۔

ختم نبوت کا مسئلہ چونکہ قرآن اور حدیث متواتر اور اجماع امت سے ثابت ہے، اس لیے مرزا صاحب نے ان نصوص قطعہ کی ظاہری مخالفت سے بچنے کے لیے ایک جدید راہ نکالی، اور دعوائے نبوت کی پردہ پوشی کے لئے ایک جدید اصطلاح اختراع کی کہ جس کا کہیں کتاب و سنت اور اقوال صحابہ اور علماء امت میں کوئی نام و نشان نہیں، وہ یہ کہ میں حضور کے قائم النبیین مہینے کا قائل ہوں، اور میری نبوت محض طلی اور بروزی نبوت ہے، یہ سب دھوکہ اور فریب ہے۔ اور درحقیقت مراد حقیقی نبوت ہے۔ مرزا صاحب کی بے شمار عبارات سے صاف ظاہر ہے کہ مرزا صاحب تشریحی اور مستقل نبوت کے مدعی ہیں، جن پر مفصل کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ مرزا صاحب حقیقۃ النبوة صفحہ ۲۶۵ و ۲۶۶ میں بحوالہ ایک غلطی کا ازالہ لکھتے ہیں۔

”میں کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو درحقیقت قائم النبیین تھے، مجھے رسول اور نبی کے لفظ سے بکارا جانا کوئی اعتراض کی بات نہیں، اور نہ اس سے ہر قائمیت ٹوٹی ہے۔ کیونکہ میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت دَاخِرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ بروزی طور پر وہی نبی قائم الانبیاء ہوں، اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے، اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود قرار دیا ہے۔“

پس اس طور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تنزیل نہیں آیا کیونکہ سایہ اپنی اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا۔

اس عبارت میں مرزا صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عینیت کا دعوے کیا ہے کہ میں بعینہ محمد رسول اللہ ہوں۔ دنیا کا کون نادان اس کو قبول کر سکتا ہے کہ قادیان کا ایک دیہقان بعینہ سید الانس والجان ہو اور پھر اس پر یہ دلیل کہ سایہ اپنی اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا۔ نہ معلوم اس سے کیا مراد ہے؛ اگر یہ مراد ہے کہ سایہ اور ذی سایہ بالکل عین اور متحد ہوتے ہیں تو سرسبز پداہت اور عقل کے خلاف ہے۔ خلل اور اصل کا عین اور متحد ہونا بدیہی البطلان ہے اور اگر یہ مراد ہے کہ ذی ظل کی کوئی صفت اور کوئی شان اس میں آجائے، تو اس اعتبار سے یہ مطلب ہوگا کہ حضور کی صفات نبوت اور کمالات رسالت کا ایک سایہ اور پرتوہ ہوں تو اس سے نہ نبوت ثابت ہوتی ہے اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اتحاد اور عینیت کا دعوے ثابت ہو سکتا ہے۔ حدیث میں ہے

السلطان ظل اللہ فی الارض۔ بادشاہ زمین میں اللہ کا سایہ ہے۔

تو کیا اس سے خلفاء اور سلاطین کا بعینہ خدا ہونا ثابت ہو جائے گا۔

علاوہ انہیں یہ ظہیر امت محمدیہ کے تمام علماء اور صلحاء کو حاصل ہے۔ اس میں مرزا صاحب کی کیا خصوصیت؛ امت میں جو بھی کمال ہے وہ حضور ہی کی نبوت کا سایہ اور پرتوہ ہے۔

یہ کہ مرزا صاحب نے محض اپنی پردہ پوشی کے لئے اس قسم کے تلبیس خلاصہ کلام | امیر عنوان اختیار کئے کبھی اپنے آپ کو ظلی نبی ظاہر کیا۔ اور

کبھی بردزی تاکہ عوام اور سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ دے سکیں کہ میری نبوت خاتم النبیین کے خلاف نہیں ورنہ درحقیقت مرزا صاحب اپنی نبوت کو تمام انبیاء کی نبوت سے افضل اور اکل سمجھتے ہیں مگر اہل علم اور اہل فہم خوب جانتے اور سمجھتے ہیں کہ اس قسم کی تبلیغات اور ملمع کاریوں سے حقائق فرعیہ نہیں بدل سکتے۔ یہ ظلی اور مجازی اور بردزی نبوت کی اصطلاح محض مرزا صاحب کی اختراع ہے۔ کتاب سنت اور اقوال صحابہ اور تابعین میں کہیں اس کا نام و نشان نہیں۔ کسی قسم کی نبوت کا بھی اگر کوئی دروازہ کھلا ہوا ہوتا تو سب سے پہلے ان مقدس اور پاک ہستیوں پر کھلتا کہ جو شمع نبوت پر پروانوں کی طرح گے اور آپ کے عشق اور محبت میں ایسے غرق اور فنا ہوئے کہ اولین اور آخرین میں کہیں اس کی نظیر نہیں جس طرح آپ پر نبوت ختم ہوئی اسی طرح آپ پر محبوبیت اور آپ کی امت پر محبت اور عاشقیّت ختم ہوگی۔ آسمان اور زمین نے نہ ایسا محبوب دیکھا اور نہ ایسے عاشق جان نثار دیکھے نہ ایسی شمع نبوت دیکھی اور نہ ایسے پروانے دیکھے۔

اگر کسی قسم کی نبوت کا بھی دروازہ کھلا ہوا ہوتا تو اسی یارِ غار اور رفیق جان نثار کو جس کو حق تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ثانی الثمنین اور اتقی اور اولوا الفضل کے لقب سے سرفراز کیا ہے اس کو کوئی نہ کوئی ظلی اور بردزی نبوت ضرور ملتی۔

فاروقِ اعظمؓ کے متعلق ارشادِ نبوی ہے :

لو کان بعدی نبی لکان عمما میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔

کلمہ لکو محاورہ عرب میں محلات کے لئے مستعمل ہوتا ہے جیسا کہ لَوْكَانَ فِيهِمَا إِلَهَةٌ إِلَّا اللَّهُ كَفَسَدَتَا، قُلْ لَوْ كَانَ مَعَهُ إِلَهَةٌ لَأُورَا مَوْرَكُمْنَهُ

کے لئے کلمہ اِنْ اور اِذَا استعمال ہوتا ہے۔ پس اس حدیث میں کلمہ کُو کا استعمال اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہونا محال اور ناممکن ہے اس لئے بطور فرض محال کے بیان فرمایا کہ اگر میرے بعد نبی ہونا ممکن ہوتا تو عمر نہ ہوتا لیکن میرے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کی بھی نبوت باقی ہوتی تو عمر نہ کے لئے ضرورتاً ثابت فرماتے۔ اس لئے کہ خود حضور نے حضرت عمرؓ کو فاروق اور محدث من اللہ اور علیہم بالصواب جیسے معزز القاب سے سرفراز فرمایا ہے۔

مسند بنار اور مخم طبرانی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میسری چار وزیروں سے تائید فرمائی دو آسمان والوں میں سے ہیں ایک جبرئیل اور ایک میکائیل اور دو زمین والوں میں سے ہیں ابوبکرؓ اور عمرؓ (خصوصاً کبریٰ ج ۲ ص ۲۰۰)۔ معلوم ہوا کہ ابوبکرؓ اور عمرؓ زمین میں جبرئیل اور میکائیل کا نمونہ اور ہم رنگ ہیں اور حضور پُرورد صلی اللہ علیہ وسلم کے وزیر یا تدبیر ہیں مگر کسی قسم کے نبی نہیں۔ اور اگر بالفرض والتقدیر نبی ہوتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع اور امتی ہوتے مگر یہ بھی معلوم ہوا کہ نبوت بالکل ختم ہو چکی ہے۔ حسب شہادت نبوی ابوبکرؓ و عمرؓ کی تو یہ شان تھی۔

نقش آدم لیک معنی جبرئیل

رستہ از جملہ ہوا و اوقات و قیام

جب رشک جبرئیل و میکائیل نبی نہ ہوئے تو کیا ہم رنگ عزرائیل نبی نہیں گے؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مبوک تشریف لے جانے لگے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اہل بیت کی نگرانی کے لئے چھوڑا تو حضرت علیؑ نے تجیدہ ہو کر عرض کئے لگے کہ یا رسول اللہؐ مجھ کو بیچوں اور عورتوں میں چھوڑ کر تشریف لے جائے ہے میں (یعنی دوسرے اجاب تو جہاد میں حضور کے ہم رکاب ہوں گے اور میں یہاں غمِ فرقت میں بے تاب رہوں گا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی تسلی کے لئے یہ ارشاد فرمایا:-

الاترضی ان تکون منی لے علی! کیا تو اس بات پر راضی نہیں؟
بمنزلة ہارون من موسیٰ کہ تجھ کو مجھ سے وہ نسبت ہو کہ جو ہارون
الافہ لیس نبی بعدی۔ کو نبی علیہ السلام سے تھے لیکن میرے
(بخاری غزوہ تبوک) بعد کوئی نبی نہیں۔

حضرت ہارون علیہ السلام مستقل نبی نہ تھے بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وزیر اور تابع تھے اور توریت اور شریعت موسویہ کے تابع تھے۔ مطلق نبوت میں دونوں شریک تھے۔

خلاصہ کلام یہ کہ حضرت ہارون علیہ السلام کو دو چیزیں حاصل تھیں۔ ایک تو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ شریعت فی النبوت اور دوسری وزارت اور نیابت۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک جاتے وقت جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ فرمایا کہ تو میرے جانے کے بعد میرا قائم مقام ہے جیسا کہ ہارون علیہ السلام مولیٰ علیہ السلام کے قائم مقام تھے تو یہ طور پر جانے کے بعد تو غلط فہمی سے

لے کا قال تعالیٰ: **أَكْبَأُ عَنِ الْكَلِيمِ** واجعل لی وزیراً من اہلی ہارون **۱۲۰** منہ عفا اللہ عنہ۔

پچھنے کے لئے یہ ارشاد فرمایا "الا انہ لیس بعدی نبی" یعنی تم صرف میرے نائب اور قائم مقام ہو گے، نبی نہ ہو گے۔ تم کو حضرت ہارون سے صرف قائم مقامی اور نیابت میں مشابہت ہے، نبوت میں مشابہت نہیں اس لئے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ معلوم ہوا کہ الا انہ لیس بعدی نبی میں نبوت غیر مستقلہ کی نفی مراد ہے اس لئے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے مستقل نبوت کا تو تم بھی نہیں ہو سکتا اور پھر خصوصاً آپ کی موجودگی اور زمانہ حیات میں کس کو یہ وہم اور خطرہ ہو سکتا ہے کہ حضرت علی کریم اللہ وجہہ کومین جانب اللہ مستقل کتاب اور مستقل شریعت عطا ہو جائے گی۔ اور مستقلاً ان پر اللہ کی وحی نازل ہونے لگے گی۔ علاوہ ازیں مستقل نبی کا کسی کے قائم مقام ہونا اس کے استقلال کے منافی ہے۔ اب اس تمام تقریر سے یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ الا انہ لیس بعدی نبی میں نبوت غیر مستقلہ کی نفی مراد ہے۔

اور علیؑ ہذا اگر حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیمؑ زندہ ہوتے تو وہ بھی مستقل نبی نہ ہوتے بلکہ آپؐ ہی کی شریعت کے تابع ہوتے۔ معلوم ہوا کہ آپؐ کے بعد نبوت غیر مستقلہ بھی باقی نہیں رہی اور یہ تمام روایتیں نہ باہم متعارض اور متناقض ہیں اور نہ آیت خاتم النبیین اور حدیث "لانی بعدی" کے معارض اور منافی ہیں اس لئے کہ سب بگ حکم فرہتی اور تقدیری ہے اور مطلب سب کا یہ ہے کہ اگر بغرض محال میرے بعد نبوت باقی ہوتی تو میرے بعد صحابہ کی ایک جماعت ہوتی جن کو میرے بعد نبوت ملتی جن میں عمرؓ اور علیؓ اور ابراہیمؑ ہوتے لیکن میرے بعد نبوت نہیں۔ اس لئے میرے صحابہ میں سے کسی کو نبوت نہیں ملی۔

وہم چہ ہام

خاتم النبیین کی آیت میں النبیین پر الف لام عہد کا ہے اور النبیین سے خاص تشریحی انبیاء مراد ہیں کہ جو جدید کتاب اور جدید شریعت لے کر آئے۔ لہذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریحی انبیاء کے خاتم ہوں گے مطلق انبیاء کے خاتم نہ ہوں گے۔

ہم پہلے یہ ثابت کر چکے ہیں کہ النبیین میں الف لام استعراق کا ہے اور لغت ازالہ اور محاورۃ عرب کے اعتبار سے خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کے ہیں یعنی تمام انبیاء کے ختم کرنے والے۔ الف لام عہد کے لئے یہ شرط ہے کہ عہد کا کلام سابق میں صراحت یا اشارۃ ذکر ہو۔ اور اس آیت کے سیاق و سباق میں کہیں تشریحی انبیاء کا ذکر نہیں بلکہ مطلق انبیاء کا ذکر ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے: سُنَّتِ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَقُوْا مِنْ قَبْلُ اِنِّيْ قَوْلِ الَّذِيْنَ يَبْلُغُوْنَ رِسَالَتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهُ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ۔

الَّذِيْنَ خَلَقُوْا مِنْ قَبْلُ میں تمام انبیاء داخل ہیں اور علیٰ ہذا خدا تعالیٰ کے پیغمبر کو پہنچانا اور سولے خدا کے کسی سے نہ ڈرنا یہ مطلق نبوت کے لئے لازم اور نبی کے لئے ضروری ہے ورنہ آیت کے یہ معنی ہوں گے کہ احکام خداوندی کی تبلیغ اور سولے خدا کے کسی سے نہ ڈرنا، یہ فریضہ فقط تشریحی انبیاء کا ہے۔ غیر تشریحی نبی کے لئے یہ باتیں ضروری نہیں ہیں۔

علاوہ ازیں مرزا صاحب تو اس معمولی اور گھٹیا نبوت پر راضی نہیں ہو رہے تو مستقل نبوت اور مستقل رسالت کے اور تشریحی نبوت کے مدعی ہیں۔

مرزائی جماعت سے چند سوال

یہ سائلہ فریقین میں متفق علیہ ہے کہ تشریحی نبوت کا دعویٰ کفر ہے خود مرزا صاحب کی تصریحات اس پر موجود ہیں کہ جو شخص تشریحی نبوت کا دعویٰ کرے — وہ شخص کا فراوردہ اثرۃ اسلام سے خارج ہے۔ اختلاف صرف نبوت غیر مستقلہ کے بارے میں ہے کہ آیا وہ جاری ہے یا وہ بھی ختم ہوگئی۔ اس لئے اب اس کے متعلق فریق مخالف سے چند سوال ہیں:-

- (۱) یہ کہ مرزا صاحب نے اول اپنی کتابوں میں تشریحی نبوت کے دعویٰ کو صریح کفر قرار دیا اور پھر خود صراحتاً تشریحی نبوت کا دعویٰ کیا۔ کیا یہ صریح تناقض اور تعارض نہیں؟ اور کیا مرزا صاحب خود اپنے اقرار سے کافر تہیں ہوئے؟
- (۲) یہ کہ جب مرزا صاحب تشریحی نبوت اور مستقل رسالت کے مدعی ہیں تو پھر ان کو خاتم النبیین میں اس تاویل کرنے سے کہ غیر تشریحی نبی مراد میں کیا فائدہ ہوا؟
- (۳) یہ کہ نصوص قرآنیہ اور حدیث احادیث نبویہ سے مطلقاً نبوت کا انقطاع اور اختتام معلوم ہوتا ہے اس کے برعکس کوئی ایک وایت بھی ایسی ہے کہ جس میں یہ بتلایا گیا ہو کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت غیر مستقلہ کا سلسلہ جاری رہے گا۔ اگر ہے تو پیش کی جائے۔

(۴) یہ کہ نبوت غیر مستقلہ کے ملنے کا معیار اور ضابطہ کیا ہے؟

(۵) کیا وہ معیار حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں موجود نہ تھا کہ جس کی بناء پر حضرات صحابہ باوجود افضل الامۃ اور خیر القرون ہونے کے اس منقبت سے محروم رہے۔

(۶) کیا اس سارے تیرہ سو سال کی طویل وعرض مدت میں ائمہ حدیث اور ائمہ اجتہاد اور اولیاء و عارفین اور اقطاب و ابدال و مجددین میں سے کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں گذرا کہ جو علم و فہم اور ولایت اور معرفت میں مرزا صاحب کے ہم تکریموتا اور نبوت غیر مستقلہ کا منصب پاتا۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری امت میں سوائے قادیان کے دہقان کے کوئی بھی نبوت کے قابل نہ نکلا۔

(۷) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بہت سے لوگوں نے نبوت کے دعوے کئے بعض ان میں سے تشریحی نبوت کے مدعی تھے جیسے صالح بن طریف اور بہاء الحق بابی اور بعض غیر تشریحی نبوت کے مدعی تھے جیسے ابو عیسیٰ وغیرہ۔ ان سب کے جھوٹا ہونے کی کیا دلیل ہے؛ وہ بھی کوئی ظلی اور بروزی اور مجازی وغیرہ وغیرہ کی تاویل کر لیں گے۔

وہم پنجم

خاتم النبیین کا اطلاق ایسا ہے جیسا کہ کسی کو خاتم المحدثین اور خاتم المفسرین لکھتے ہیں۔ کسی کے نزدیک یہ مطلب نہیں ہوتا کہ اب اس کے بعد کوئی محدث اور مفسر پیدا نہ ہوگا۔ بلکہ یہ کلام بطور مبالغہ استعمال ہوتا ہے۔

مرزائی جماعت کا یہ بیجا مایہ ناز شبہ ہے اور طرہ یہ ہے کہ اس کی تائید میں ایک روایت بھی پیش کرتے ہیں۔ وہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عہد محرم حضرت عباسؓ سے فرمایا:-

اطمئن یا عوفانک خاتم
اسر عجا؛ آپ اطمینان رکھئے اس لئے

المهاجرین فی الہجرۃ کما
انآخاتم النبیین فی النبوة۔
کہ آپ ہجرت کے بارے میں ایسے ہی
خاتم المہاجرین میں جیسے میں دربارہ
نبوت خاتم النبیین ہوں۔
(کنز العمال ج ۶)

اس وسوسہ کا جواب یہ ہے کہ خاتم المفسرین اور خاتم المحدثین اور خاتم المحققین
ازالم اس قسم کے محاورات میں بھی خاتم کے معنی آخری کے ہیں۔ بندہ کو چونکہ آئندہ کی
خبر نہیں ہوتی اس لئے اپنے زعم کے مطابق یہ سمجھ کر کہ یہی آخری محدث اور آخری مفسر
ہیں۔ خاتم المحدثین اور خاتم المفسرین کہہ دیتا ہے۔

یہ محاورہ اسی مقام پر استعمال ہوتا ہے کہ جہاں کسی کی افضلیت ثابت کرنی
ہو اور ظاہر ہے کہ افضلیت جب ہی ثابت ہو سکتی ہے کہ جب کمال اور افضلیت
کا آخری اور انتہائی درجہ اس کے لئے ثابت کیا جائے چونکہ بندہ اس قسم کے الفاظ
کو مجاز اور سبالغہ پر محمول کیا جاتا ہے۔ کیونکہ ہر شخص جانتا ہے کہ محدثیت اور حقیقت
کمالات کسب میں سے ہے جو بندہ کے کسب اور اختیار سے حاصل ہو سکتے ہیں۔ قیامت
تک ان کا دروازہ کھلا ہے گا۔ کسی کو خاتم المحدثین کہنے کے بعد کسی کا تو کیا خود کہنے والے
کا بھی یہ گمان نہیں ہوتا کہ اب اس کے بعد کوئی محدث پیدا نہ ہوگا۔ پس باوجود اس
علم کے یہ محاورہ یا تو بطور سبالغہ بولا جاتا ہے یا بطور تاویل کے کہ یہ اپنے زمانہ کے آخری
محقق اور آخری محدث ہیں۔ ورنہ اگر اس قسم کی تاویل نہ کی جائے تو یہ کلام لغو اور
مہمل بلکہ صریح کذب ہوگا۔ خلاصہ کلام یہ کہ یہ کلام اس ظلم و جہول اور نادان انسان
کا ہے جس کو یہ خبر بھی نہیں کہ کل کون محدث اور مفسر اور کون فاسق و فاجر پیدا ہوگا۔
اس نے اپنے زعم اور اپنے خیال کی بناء پر اگر کسی کو خاتم المحدثین اور خاتم المفسرین کہہ

بداپنے علم کے مطابق استعمال کرتا ہے اس لئے اسی قسم کے الفاظ کو

دیا تو کیا خداوند علام الغیوب کہ جس کے علم محیط سے کوئی ذرہ باہر نہیں اس کے کلام حقیقت الیتام کو بھی اسی بندۂ ظلم و سہول کے ظنی اور تخمینی اور مبالغہ آمیز کلام پر قیاس کیا جائے گا۔ حاشا و کلاہرگز نہیں۔ اس علیم و خبیر نے جس کے لئے خاتم النبیین کا لفظ ارشاد فرمایا ہے، وہ یقیناً حقیقت پر محمول ہوگا۔ خداوند علام کے کلام کو کسی طرح مجاز اور شاعرانہ مبالغہ پر محمول نہیں کیا جاسکتا۔ بلا ضرورت حقیقت کو چھوڑ کر مجاز کو اختیار کرنا باجماع علماء اصول و عربیت ناجائز ہے۔ علاوہ ازیں جب آیات اور روایات اور اقوال صحابہ و تابعین اور تمام مفسرین اور محدثین کی تصریح سے یہ ثابت ہو گیا کہ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کے ہیں تو اب اس کے بعد کسی کو لب کشائی کا منصب ہی باقی نہیں رہتا۔ عجیب بات ہے کہ جس ذاتِ باریکات پر خاتم النبیین کی آیت نازل ہوئی اس کے بیان کردہ معنی تو معتبر نہ ہوں اور مرزائی صاحبان کے لئے سیدھے بیان کردہ معنی معتبر ہو جائیں۔ اور اگر بالفرض والتقدیر خاتم النبیین کے یہی عرفی اور مجازی اور تاویلی معنی مراد لئے جائیں تو پھر آپ کی خصوصیت ہی کیا ہوئی؟ حضرت موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کو بھی اس عرفی معنی کے اعتبار سے خاتم النبیین کہہ سکتے ہیں۔

حدیث عباس کا مطلب

رہا حدیث عباس کا مطلب؛ سو وہاں بھی خاتم بمعنی آخری ہے و مگر اس کی یہ ہے کہ فتح مکہ سے پہلے ہجرت فرض تھی۔ فتح مکہ کے بعد ہجرت فرض نہ رہی تھی جیسا کہ بخاری کی حدیث میں ہے لا ہجرة بعد الفتح حضرت عباس نے فتح مکہ سے کچھ ہی قبل

ہجرت فرمائی۔ جیسا کہ اصحابہ میں ہے :-

ہاجر قبل الفتح بقلیل و شہد
حضرت عباس نے فتح مکہ سے کچھ ہی
پہلے ہجرت فرمائی اور فتح مکہ میں حاضر
ہوئے۔ (اصحابہ صفحہ ۶۶۸ ج ۲)

اس لئے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اس کا صدر اور غم تھا کہ میں ہجرت میں
سابقین اولین میں سے نہ ہوں اور سابقیت کی فضیلت مجھ کو حاصل نہ ہوئی تو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تسلی کے لئے ارشاد فرمایا کہ اگر سابقیت کی فضیلت مجھ کو
حاصل نہ ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تسلی کے لئے ارشاد فرمایا کہ اگر سابقیت
کی فضیلت فوت ہوگئی تو خاتمت کی فضیلت تو حاصل ہوگئی جس طرح سابقیت فضیلت
کی وجہ سے اسی طرح خاتمت بھی فضیلت کی وجہ سے اور فرمایا کہ تم خاتم المہاجرین ہو۔
جس طرح میں خاتم النبیین ہوں۔ دونوں جگہ خاتم کے معنی آخری کے ہیں۔ حضرت عباس رضی
آخری مہاجر تھے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی تھے۔

وہم ششم

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ آپ یہ فرماتی ہیں تو لو
خاتم النبیین ولا تقولوا الانبیاء بعداہ یعنی آپ کو خاتم النبیین کہو مگر یہ نہ کہو کہ
"لا نبی بعداہ" کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ لہذا معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ صدیقہ
کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی آسکتا ہے۔ نبوت ابھی ختم نہیں ہوئی۔
ازالہ | حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ ارشاد بتماہ جمع البھارت کے نکتہ میں مذکور

ہے۔ مرزائی جماعت نے اس کو نامتام نقل کیا ہے۔ ہم اس کو بعینہ اور بتمامہ نقل کرتے ہیں وہ ہوتا ہے۔

وفی حدیث عیسیٰ
انہ یقتل الغنزیر
ویکسر الصلیب و
یزید فی الحلال اے
یزید فی حلال نفسہ
بان یتزوج بہ قبل رفعہ
الی السماء فزاد بعد
الہبوط فی الحلال
فجبدن یؤمن کل
احد من اهل الکتاب
یتیقن بانہ بشر و
عن عائشۃ قولوا انہ
خاتم الانبیاء ولا
تقولوا لانی بعدا
وہذا ناظر الی نزول
عیسیٰ و ہذا ایضاً
لا ینافی حدیث لانی

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں ہے
کہ حضرت عیسیٰ نزول کے بعد نمنزیر کو
قتل کریں گے اور صلیب کو توڑیں گے اور
اپنے نفس کی حلال چیزوں میں اضافہ
کریں گے یعنی نکاح کریں گے اور آپ
کی اولاد ہوگی کیونکہ حضرت عیسیٰ نے
آسمان پر اٹھائے جانے سے پہلے نکاح
نہیں فرمایا تھا۔ آسمان سے اترنے کے
بعد نکاح فرمائیں گے (جو لوام بشریت
سے ہے) پس اس حلال کو دیکھ کر ہر شخص
اہل کتاب میں سے ان کی نبوت پر ایمان
لے آئے گا اور اس بات کا یقین کرے گا
کہ عیسیٰ علیہ السلام بلاشبہ ایک بشر ہیں
خدا نہیں جیسا کہ نصاریٰ اب تک سمجھتے
ہے اور عائشہ صدیقہ سے جو یہ منقول
ہے کہ وہ فرماتی تھیں کہ آپ کو نامتام انبیاء
کہو اور یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی

بعدے لانا مراد
 لا نبی ینسخ شرعہ
 (تکلمہ مجمع البعار)
 (ص ۵۷)

آنے والا نہیں، ان کا یا ارشاد حضرت
 عیسیٰ کے نزول کو پیش نظر رکھ کر تھا اور
 حضرت عیسیٰ کا دوبارہ دنیا میں آنا حدیث
 لابی بعدی کے منافی نہیں کیونکہ حضرت
 عیسیٰ نزول کے بعد حضور صلی اللہ علیہ
 وسلم ہی کی شریعت کے تتبع ہوں گے اور
 لابی بعدی کی مراد یہ ہے کہ کوئی ایسا نبی
 نہ آئے گا جو آپ کی شریعت کا نسخ ہو۔
 (انتہی)۔

اب اس عبارت سے صاف ظاہر ہو گیا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
 کا یہ مطلب نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین نہیں، اور آپ کے بعد کسی قسم کی نبی کا
 آنا جائز سمجھتی ہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ کلمہ لابی بعدی کے ظاہری عموم سے یہ مفہوم ہوتا
 ہے کہ آپ کے بعد اگلا اور پچھلا اور نیا اور پرانا کوئی نبی نہیں آئے گا۔ حالانکہ احادیث صحیحہ
 اور صحیحہ اور متواترہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نزول قطعاً ثابت ہے۔
 اس لئے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو یہ خیال ہوا کہ مبادا عوام اس ظاہری عموم کی وجہ سے
 حدیث لابی بعدی کو نزول عیسیٰ بن مریم کے منافی اور معارض نہ سمجھ جائیں اس لئے
 احتیاطاً اس موسم لفظ کے استعمال سے منع فرمایا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے محض عوام کو
 ابہام سے بچانے کے لئے لابی بعدی کہنے سے منع فرمایا۔ اور اسی قسم کا قول حضرت
 مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

عن الشعبي قال قال رجل
عند المغيرة بن شعبه
صلى الله على محمد خاتم
الانبياء لا نبى بعده -
فقال المغيرة بن شعبه
حسبك اذا قلت خاتمو
الانبياء فاننا كنا نحدث
ان عيسى عليه السلام
خارج فان هو خرج فقد
كان قبله وبعده -
(تفسیر درمنثور)

شعبي سے منقول ہے کہ ایک شخص نے
حضرت مغیرہ بن شعبہ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ
رحمت نازل کرے محمد پر جو کہ خاتم
الانبیاء ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں
حضرت مغیرہ نے فرمایا خاتم الانبیاء کہہ
دینا کافی ہے یعنی لانی بعدہ کہنے کی
ضرورت نہیں کیونکہ ہم کو یہ حدیث پہنچی
ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام پھر شریف لائیں
گے۔ پس جب وہ آئیں گے تو ایک ان
کا آواز سنیں اللہ علیہ وسلم سے پہلے
ہوا اور ایک آواز حضور کے بعد ہو

گا

ص ۲۰ ج ۵

پس جس طرح حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ ختم نبوت کے قائل ہیں مگر محض عقیدہ
نزل عیسیٰ بن مریم کی حفاظت کے لئے لانی بعدی کہنے سے منع فرمایا اسی طرح
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ختم نبوت کے عقیدہ کو تو خاتم النبیین کے لفظ
سے ظاہر فرمایا اور اس موہم لفظ کے استعمال سے منع فرمایا کہ جس لفظ سے عیسیٰ علیہ السلام
کے نزول کے خلاف کا ابہام ہوتا تھا اور حاشایہ مطلب ہرگز نہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کی نبوت کو جائز کہتی ہیں۔ اور دلیل اس نکتی یہ ہے کہ
لانی بعدی کا لفظ احادیث مشہورہ سے ثابت ہے اور خود حضرت عائشہ صدیقہ

رضی اللہ عنہا سے یہ روایت ہے :-

عن عائشة عن النبي صلى
الله عليه وسلم انه
قال لا يبقى بعدة من
النبوة الا المبشرات قالوا
يا رسول الله وما المبشرات
قالوا يا رسول الله وما
المبشرات قال الزوايا الصالحة
يراها المسلمون ترى
له

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں کہ
آپ نے ارشاد فرمایا کہ میرے بعد نبوت کے
اجراء میں سے سوائے مبشرات کے کوئی
جزر باقی نہیں ہے گا۔ صحابہ نے عرض
کیا یا رسول اللہ مبشرات کیا چیز
ہیں؟ آپ نے فرمایا اچھا خواب
جس کو مسلمان خود دیکھے یا کوئی دوسرا
اس کے لئے دیکھے۔

(کذا فی الكنز وروایۃ)

(احمد الخطیب)

پس جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے روایت کرتی ہیں کہ نبوت ختم ہو گئی تو یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ
نے لانی بعدہ کہنے سے اس لئے منع فرمایا کہ وہ آپ کے بعد نبوت کو جاری سمجھتی
تھیں۔ نیز لانی بعدہ کا بعینہ وہی مطلب ہے جو خاتم النبیین کا ہے۔ اختتام
نبوت پر دونوں لفظ یکساں طور پر دلالت کرتے ہیں معلوم ہوا کہ ممانعت کی یہ وجہ
نہیں بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ لفظ لانی بعدہ میں عموم کی وجہ سے بظاہر عوام کیلئے
ایہام کا اندیشہ تھا کہ کوئی غلط فہمی سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا انکار نہ

کرے اس لئے عقیدہ عوام کی حفاظت کے لئے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا کہ لفظ خاتم النبیین پر اکتفا کرو کیونکہ یہ لفظ انقضاء نبوت و رسالت کے بیان کرنے کیلئے کافی اور شافی ہے اور آپ کی افضلیت اور سیادت کو بھی ظاہر کرتا ہے اور لانا نبی بعدی کا لفظ مستعمال کرو جس میں علی علیہ السلام کے نزول کے خلاف کا ایہام ہوتا ہے۔ اور لوگوں کے دل میں یہ وسوسہ گزے کہ یہ حدیث دوسری حدیث کے معارض ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اگر ختم نبوت کی منکر ہوئیں تو خاتم النبیین کہنے کا کیوں حکم دیتیں کہ جو صحابہ ختم نبوت پر دلالت کرتا ہے۔

عجیب بات ہے کہ مرزائی صاحبان کے نزدیک ایک جھول الاسناد اثر تو معتبر ہو جائے اور صحیح اور صریح روایتوں کا دفتر کا دفتر معتبر نہ ہو۔ اصل بات یہ ہے کہ جو لفظ ان کی خواہش کے مطابق کہیں سے مل جائے وہ تو قبول نہیں آفکما جاء کفر رسول یمالاً تہوی انفسکم استکبرتم۔

مرزائی مفسر کی شہادت

مرزا محمد علی لاہوری اپنے ترجمہ القرآن ص ۱۵۱ جلد ۳ پر لکھتے ہیں:

” اور ایک قول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا پیش کیا جاتا ہے جس کی سند کوئی نہیں۔ قولوا خاتم النبیین ولا تقولوا لانا نبی بعداۃ خاتم النبیین کہو اور یہ یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں اور اس کا یہ مطلب لیا جاتا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک خاتم النبیین کے معنی کچھ اور تھے اور کاش وہ معنی بھی کہیں مذکور ہوتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اپنے قول میں ہوتے۔ کسی صحابی کے قول میں

ہوتے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں ہوتے مگر وہ معنی دربطن قائل ہیں اور اس قدر حدیثوں کی شہادت جن میں خاتم النبیین کے معنی لانبی بعدای کہئے گئے ہیں ایک بے سند قول پر پس پشت پھینکی جاتی ہیں۔ یہ غرض پرستی ہے خدا پرستی نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تیس حدیثوں کی شہادت ایک بے سند قول کے سامنے روکی جاتی ہے۔ اگر اس قول کو صحیح مانا جائے تو کیوں اس کے معنی یہ نہ کہئے جائیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مطلب یہ تھا کہ دونوں باتیں اکٹھی کہنے کی ضرورت نہیں خاتم النبیین کافی ہے جیسا کہ مغیرہ بن شعبہ کا قول ہے کہ ایک شخص نے آپ کے سامنے کہا خاتم الانبیاء لانبی بعدہ تو آپ نے فرمایا خاتم الانبیاء تجھے کہنا بس ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ آپ کا مطلب ہو کہ جب اصل الفاظ خاتم النبیین واضح ہیں تو وہی استعمال کرو یعنی الفاظ قرآنی کو الفاظ حدیث پر ترجیح دو۔ اس سے یہ کہاں نکلا کہ آپ الفاظ حدیث کو صحیح نہ سمجھتی تھیں اور اتنی حدیثوں کے مقابل اگر ایک حدیث ہوتی تو وہ بھی قابل قبول نہ ہوتی چہ جائیکہ صحابی کا قول ہو جو شرعاً حجت نہیں آتی؟

وہم معتم

شیخ محی الدین بن عربی اور بعض بزرگوں کے کلام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے بعد مطلقاً نبوت مرتفع نہیں ہوئی بلکہ تشریحی نبوت مرتفع ہوئی اور حدیث نبوی لانبی بعدای کا یہ مطلب ہے کہ میرے بعد کوئی ایسا نبی نہ ہوگا کہ جو آپ کی شریعت کے خلاف ہو بلکہ آپ ہی کی شریعت کے ماتحت ہوگا

شیخ محمد الدین بن عربی اور کل اولیاء اور عارفین اور تمام صوفیائے کرام اس
 ازالہ پر متفق ہیں کہ نبوت ختم ہوگئی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء
 اور آخری نبی ہیں اور جو شخص آپ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے وہ کافر اور مرتد
 اور واجب القتل ہے۔ نبوت بالکل منقطع ہوگئی آپ کے بعد کسی قسم کی کوئی نبوت
 باقی نہیں رہی البتہ نبوت کے کچھ اجزاء اور کچھ کمالات امت کے افراد میں باقی ہیں
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کی کوئی قسم باقی نہیں کہ جس کے ملنے سے کسی کو
 نبی کہا جاسکے۔ البتہ نبوت کے کچھ اجزاء اور کچھ خصائص اور کچھ شمائل باقی ہیں۔ جیسا
 کہ حدیث میں ہے:

ذہبت النبوة وبقیت نبوت تو حاتی رہی اور شارتینہ
 المبشرات۔
 والے خواب باقی رہ گئے۔

حدیث میں ہے کہ روایتے صالحہ نبوت کا چالیسواں جزو ہے اور کمالات
 نبوت کے ساتھ متصف ہونا انصاف بالنبوة کو مستلزم نہیں جس طرح سر انسان
 کا جزو ہے مگر سر کو انسان نہیں کہہ سکتے اسی طرح روایتے صالحہ نبوت کا جزو ہے
 مگر اس کو نبوت نہیں کہہ سکتے اور سچا خواب دیکھنے والے کو نبی نہیں کہہ سکتے اور
 حضرات صوفیہ کا یہ کلام عین شریعت کے مطابق ہے اور کوئی عالم علماء شریعت میں
 سے اس کا منکر نہیں۔

جاننا چاہیے کہ یہاں آیات اور احادیث میں دو مضمون آئے ہیں۔ ایک
 مضمون تو یہ ہے کہ یہ عہدہ ہی ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا گیا۔ قیامت تک عہدہ
 نبوت کسی کو نہیں دیا جائے گا۔ دوسرا مضمون یہ ہے کہ نبی امیؐ خداہ نفسی ابی واتی

اشخاص انبیاء کے خاتم ہیں۔ پیغمبروں کے جس قدر افراد دنیا میں آئے تھے وہ آچکے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس سلسلہ کے آخر نبی فرد ہیں۔ پہلے مضمون کو حدیث میں اس عنوان سے بیان کیا گیا۔

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! نبوت میں سے صرف مبعثرات (بشارت دینے والے خواب) باقی رہ گئے ہیں بخاری نے کتاب التعمیر میں روایت کیا ہے۔	عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ایھا الناس انما لکم ینبئ من النبوة الا المبعثرات ۴۰۰۰ البخاری فی کتاب التعمیر
--	--

اور دوسری حدیث میں ہے ذہبت النبوة وبقیة المبعثرات۔ اس قسم کی احادیث عہدہ نبوت کے ارتفاع اور انقطاع کے بیان کیلئے آئی ہیں۔ اور دوسرے مضمون کہ نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم سلسلہ نبوت کے افراد اور اشخاص کے خاتم ہیں اس کو قرآن کریم نے خاتم النبیین کے عنوان سے اور حدیث نے خاتم الانبیاء اور آخر الانبیاء اور لاتبی بعدی کے عنوان سے بیان کیا ہے اور یہ دوسرے مضمون پہلے مضمون کے منافی تو کیا ہوتا بلکہ غایت درجہ مؤید اور مستلزم ہے۔

شیخ محمد المدین بن عربی کی یہی مراد ہے کہ نبوت ختم ہو گئی اور نبوت کے کچھ اجزاء اور کمالات اور مبعثرات باقی ہیں۔ چنانچہ شیخ فتوحات میں فرماتے ہیں :-

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ
بتلا دیا کہ تمہارا خواب نبوت کا ایک جزء
ہے لوگوں کے لئے نبوت میں اس
قسم کے اجزاء باقی رہ گئے ہیں۔ مگر
باوجود اس کے لفظ نبوت اور لفظ
نبی کا اطلاق سوائے مشرّع کے یعنی
جو خدا کی طرف سے احکام شریعتی لے
کر آئے اور کسی پر نہیں ہو سکتا اس
نام کی بندش نبوت میں کسی خاص
صفت کی بنا پر کر دی گئی ہے۔

نبوت کا اطلاق جب ہی ہو سکتا ہے
کہ جب نبوت کے تمام اجزاء کے ساتھ
علیٰ وجہ اکمال و اتمام موصوف ہو۔
پس ایسا ہی نبی اور ایسی ہی نبوت ہو
تمام اجزاء کو جامع اور حاوی ہو ہم پر
(یعنی اولیاء پر) بند کر دی گئی اور قطع
ہو گئی۔ اس لئے کہ منجملہ اجزاء نبوت
تشریح احکام ہے کہ جو فرشتہ کی وحی

قاخبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
علیہ وسلم ان الرؤیاء یجزء
من اجزاء النبوة فقد بقی
للناس فی النبوة ہذا وغیرہ
ومع ہذا الا یطلق اسم النبوة
ولا النبی الاعلیٰ المشرع
خاصة فحجر ہذا الاسم
لخصوص وصف معین فی
النبوة۔

(فتوحات، ج ۲، ص ۲۹۵)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:
فما تطلق النبوة الا لمن
اتصف بالمجموع فذلك
النبی وتلك النبوة التي
حجزت علینا وانقطعت
فان جملتها التشریح بالوحی
الملکی وذلك لا یكون الا
للنبی خاصة۔

(فتوحات، ج ۲، ص ۲۹۵)

سے ہو اور یہ امر نبی کے ساتھ مخصوص ہے کسی اور کے لئے نہیں ہو سکتا۔

شیخ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں کہ اس کی مثال ایسی ہے جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إذا هلك كسرى فلا كسرى
بعده وإذا هلك قيصر فلا
قيصر بعده۔
جب کسری شاہِ فارس ہلاک ہو
جائے گا تو پھر اس کے بعد کوئی کسری
نہ ہوگا۔ اور جب قیصر شاہِ روم ہلاک
ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا۔

پس جس طرح قیصر و کسری کے مرجانے کے بعد قیصر و کسری کا نام ختم ہوا اگر ملک فارس اور روم موجود رہا۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت اور نبی کا نام اٹھ گیا مگر نبوت اور اس کے اجزاء مسلمانوں میں باقی ہے یعنی قرآن و حدیث اور کمالات نبوت۔

شیخ کے کلام کا حاصل یہ ہے کہ نبوت ختم ہو گئی البتہ اس کے کچھ اجزاء اور کمالات اور بشارات باقی ہیں جیسا کہ ذہبت النبوة و بقیة المبشرات سے صاف ظاہر ہے، اور نبی اور نبوت کا اطلاق اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک کہ نبوت کے تمام اجزاء (جن میں تشریح احکام بوجہی ملکی بھی داخل ہے) علیٰ وجه الکمال و التمام متحقق نہ ہوں اور تشریح احکام بوجہی ملکی نبی اور مقام نبوت کے لئے لازم ہے بغیر تشریح کے نبوت متحقق نہیں ہو سکتی۔ نبوت کا اصل دار و مدار تشریح پر ہے۔ جب تشریح نہ ہو تو نبوت بھی نہیں معلوم ہوا کہ شیخ کے نزدیک غیر تشریحی

نبوتِ نبوت ہی نہیں بلکہ وہ اجزا و نبوت ہیں جن کو اصطلاح صوفیہ میں ولایت کہا جاتا ہے۔ لہذا شیخ اکبر کی طرف یہ نسبت کرنا کہ وہ غیر شرعی نبوت کی بقا کے قائل ہیں بالکل غلط ہے۔ ان کے نزدیک تشریحِ نبوت کا جزو لاینفک ہے بغیر تشریح کے ان کے نزدیک نبوت ہی متحقق نہیں ہو سکتی نہ یہ کہ نبوت تو ہے مگر شرعی ہے اور جو اجزاء نبوت کے باقی ہیں نہ وہ نبوت ہیں اور نہ ان کی بناء پر نبوت اور نبی کا اطلاق جائز ہے اور اگر بالفرض یہ معنی تسلیم بھی کر لے جائیں تو عجب نہیں کہ شیخ اکبر کا نبوت غیر شرعی کی بقا سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی طرف اشارہ ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام اگرچہ نزول کے بعد بھی نبی ہوں گے مگر وہ شرعی نبی نہ ہوں گے یعنی اسی سابقہ شریعت پر عامل نہ ہوں گے بلکہ شریعتِ محمدیہ کے تابع اور ماتحت ہوں گے۔

علاوہ ازیں جب صدیوں نصوص اور احادیثِ نبویہ اور آثارِ صحابہ اور تابعین اور کل علماء شریعت و طریقت کی تصریحات سے یہ معلوم ہو گیا کہ ختمِ نبوت امتِ محمدیہ کا اجماعی عقیدہ ہے اور خود شیخ اکبر کی بیشمار تصریحات نصوص اور فتوحات وغیرہ میں موجود ہیں کہ نبوت حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی اور آپ انصاری نبی ہیں تو پھر ان تصریحات کے بعد شیخ کی جمل اور مبہم عبارات کو پیش کرنا اور ختمِ نبوت کے بارے میں شیخ کی صریح عبارات کو نظر انداز کر دینا اور نصوصِ شریعت اور اجماعِ امت کے خلاف راہ نکالنا کون سا دین اور عقل ہے۔

نبوت رسالت کا انقطاع اور اختتام اور کمالات نبوت کا بقا اور دوام اور حضرات صوفیہ کا کلام معرفت الہیام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ہرگز حد بیش و کم نئے بایزد از حد بیرون قدم نئے بایزد
عالم ہمہ مرآت جمال ازلی است سے باید دید و دم نئے بایزد

کل ما فی الکنون وہم او خیال

او عکوس فی المرایا او ظلال

موجود حقیقی صرف ایک ہے جب جل مجدہ کی ذات یا برکات ہے اور باقی
سب معدوم۔ سوائے باری تعالیٰ کے کسی کا وجود حقیقی نہیں۔ سب کا وجود مجازی
اور مہیوم ہے۔ حقیقی وجود کی تو کسی ممکن نے خوشبو بھی نہیں سونگھی اور سونگھی نہیں
سکتے۔ جس طرح زمین اپنی اصل ذات کے اعتبار سے مظلم اور تاریک ہے اور جو روشنی
ہے وہ آفتاب کا ایک عکس اور پرتو ہے اسی طرح سارا جہان اپنی اصل حقیقت کے
لحاظ سے نور وجود سے بالکل محروم اور عاری ہے۔ عدم اور فنا کے سوا اس عالم کی کوئی

حقیقت نہیں۔ کما قال تعالیٰ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقَىٰ وَجْهَ رَبِّكَ ذُو الْعَرْشِ
 وَالْاِكْرَامِہ وقال تعالیٰ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهُ عَدَم اور فنا، کو ممکن کی عین
 حقیقت اور یا قیات سے قرار دو کسی صورت میں عدم ممکن سے جدا نہیں ہو سکتا
 ہر ممکن کو عدم کا ایک آئینہ سمجھو کہ جس میں واجب الوجود کے وجود ازلی اور صفات
 کما لہ منعکس ہو رہی ہیں۔ نور السموات والارض نے اپنے جمال جہاں آراء اور
 نور وجود کو کسی آئینے میں دیکھنے کا ارادہ فرمایا اس لئے اپنے بے چون و چگون و نہ
 کو اس آئینہ عدم کی طرف متوجہ فرمایا۔ ہر عدم نے اپنی اپنی استعداد اور فطرت کے
 مناسب اس کے وجود ازلی اور صفات کمال کے عکس کو قبول کیا جس عدم پر وجود
 واجب کا عکس پرتا رہا وہ موجود کہلانے لگا۔ جس کے وجود کی حقیقت عکس اور
 پر توہ سے زائد نہیں۔ جیسا کہ کسی نے خوب کہا ہے

کل ما فی الکون دھو او خیال

او عکس فی المہدایا او ظلال

ابتداءے آفرینش سے اسی طرح سلسلہ جاری رہا کہ وجود ازلی اور صفات
 قدیمہ کا عکس ممکنات کے عداات پر وقتاً فوقتاً اور متفرقاً پرتا رہا۔ یہاں تک
 کہ حق جل شانہ نے اس خلاصہ موجودات اور خلاصہ عالم یعنی انسان کو احسن تقویم
 میں پیدا فرمایا تاکہ صفات الہیہ کا مجموعہ اور مظہر اور تجلی گاہ بن سکے۔ جیسا کہ حدیث
 میں ہے:

خلق اللہ آدم علی صورۃ۔ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی

صورت پر پیدا فرمایا۔

پس خلیفہ ساخت صاحب سینہ
تا بود شاہمیش را آئینہ

امام ربانی شیخ مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی خلافت کے لئے اس لئے خاص فرمایا کہ آدمی ایک جامع نسوٰن ہے جو کمالات تمام موجودات میں متفرقا ہیں، وہ تنہا انسان میں مجتمعاً موجود ہیں۔ علوی اور سفلی، ارضی اور سماوی، روحانی اور حیوانی تمام کائنات کے نمونے اس میں موجود ہیں۔ انسان عالم امکان کا تو حقیقتہً خلاصہ اور اجمال ہے۔ مگر مرتبہ و جوب سے بطریق صورت (یعنی عکس) اس کو حصہ ملا ہے یعنی واجب جل شانہ کی صفات واجبہ کا مظہر اور تجلی کا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے:-

ان اللہ خلق آدم علی صورۃ۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت

پر پیدا کیا۔

مطلب یہ ہے کہ حق تعالیٰ شانہ، اپنی ذات اور صفات میں بے چون و چگون ہے اور روح آدم کو اپنی شان بے چونی و چگونگی کی ایک تصویر اور نمونہ بنایا۔ اور کسی کا خلیفہ وہی ہو سکتا ہے جو اس کی صورت پر ہو اور چونکہ روح کو بے چون و چگونگی کی صورت پر پیدا کیا اس لئے حقیقی بے چون و چگونگی کی گنجائش اس میں ہو سکتی۔ جیسا کہ حدیث قدسی میں ہے:-

لا یسعنی ارضی ولا سماوی
ولکن یسعنی قلب عبد المؤمن
اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مجھ کو زمین و آسمان
سما سکتی ہے اور نہ میرا آسمان لیکن
میرے مومن بندہ کا دل مجھ کو سما سکتا

ہے۔ یعنی میرے عکس اور تجلی کو
برداشت کر سکتے ہیں۔

قلبِ ہومن کی تخصیص اس لئے فرمائی کہ بے چونی اور چگونگی کی صورت پر ہومن
ہی کا قلب رہتا ہے۔ بخلاف کافر کے کہ اس کا قلب چونی اور چندی میں گرفتار
ہو کر وحوش اور بہائم کے ساتھ ملحق ہو جاتا ہے۔ کما قال تعالیٰ اُولَٰئِكَ كَالْاَنْعَامِ
بَلْ هُمْ اَضَلُّ۔ وقال تعالیٰ۔ اِنَّ شَرَّالَّذِیْ وَاٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا۔ الآیۃ
کذا فی المکتوبات صفحہ ۱۰۱۔

امام غزالی اپنے رسالہ (المفتون بعلی غیر اہلہ) میں فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ کا
کوئی مثل نہیں کیسے کیسے مثلاً شئیٰ ہے لیکن اس کے لئے مثال ضرور ہے۔ کما قال تعالیٰ
وَكَذَٰلِكَ اَلْمَثَلُ الْاَعْلٰی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد خلق اللہ آدم علی
صورتہ۔ اس سے مقصود حق جل و علا کی مثال بیان کرنا ہے نہ کہ مثل۔ یعنی
انسان حق تعالیٰ شانہ کی حیات اور علم اور قدرت اور سمیع اور بصر اور ارادہ اور
متکلم کی ایک مثال ہے اور انسان حق سبحانہ کی ان صفاتِ سبعہ کا ایک عجیب
نمونہ ہے کہ یہ تمام صفات انسان کے چہرہ سے بیک وقت نمایاں ہیں۔ انسان
اگر ان صفات کے ساتھ متصف نہ ہوتا تو حق تعالیٰ کا ان صفات کے ساتھ
متصف ہونا کیسے سمجھتا اتنی کلامیہ۔

مثال سے مقصود محض تعلیم و تفہیم ہوتی ہے اس لئے بارگاہِ خداوندی میں
مثال دینے کی اجازت دی گئی ورنہ اس کی ذات اس سے بھی پاک اور منزہ ہے۔
لے بڑوں از وہم وقال قیل من خاک برفرق من و تئیل من !

رحم سرما بر قصورِ نہیہا لے وراءِ عقلم او وہیہا
آدم بر سرِ مطلب

پس جس طرح خداوند ذوالجلال کی صفات کمال کا انعکاس ممکنات اور کائنات پر ہوتا ہے۔ اسی طرح کمالاتِ نبوت کا انعکاس قلوبِ امم پر اپنی اپنی استعداد کے موافق ہوتا ہے۔ جس طرح آئینہ اور پتھر اپنی قابلیت اور ذاتی استعداد کے موافق آفتابِ نبوت کی شعاعوں کا عکس قبول کرتے ہیں۔

جس ذاتِ بابرکات کو حق جل شانہ اپنی نبوت و رسالت سے سرفراز

فرماتے ہیں۔ وہ ذات ان صفات کمال کا معدن اور منبع ہوتی ہے کہ جو ذات ممکن

کے لئے ممکن ہیں۔ نبی کی ذات صدیقیت، محمدیت اور تقہیم الہی اور امامت اور

حکمت اور علم لدنی اور معرفت اور تزکیہ اور ہدایت اور تائید بروح القدس

اور خلافت اور ہدی صالح اور سمت حسن اور روئے صالحہ اور تمام اخلاق فاضلہ

کی جامع ہوتی ہے۔ نبی کی ذات ان تمام کمالات کے ساتھ بالذات متصف ہوتی

ہے اور باقی تمام امت اسی آفتاب کے انعکاس سے ان صفات سے بہتر

اپنی استعداد کے بالفرض منور اور روشن ہوتی ہے۔ ہر شخص اپنی اپنی مناسبت

اور استعداد اور قابلیت کے موافق آفتاب کے انوار و تجلیات کا عکس قبول کرتا

ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے قلب پر آپ کی شان صدیقیت کا عکس پڑا

تو صدیق ہو گئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قلب پر شانِ محمدیت اور کمالہ

خداوندی کا عکس پڑا تو محدث اور مہتمم ہو گئے۔ آپ کی شانِ امانت کا پرتو ابو عبیدہ

پر پڑا تو امین الامت کہلائے۔ عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن مسعود اور

عبداللہ بن عمر اور زید بن ثابت اور معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہم) پر آپ کی شانِ تعلیم
الکتاب والحکمۃ کا عکس پڑا تو فقہاء امت کہلائے۔ ابوذر غفاریؓ پر حضور صلی اللہ علیہ
وسلم کی شانِ زہد اور استغناء عن الدنیا کا عکس پڑا تو زاہد امت کہلائے۔ غرض یہ
کہ ہر شخص نے اپنی اپنی فطرت اور طبیعت کے مناسب کمالات نبوت کے انعکاس
کو قبول کیا اور اس رنگ میں رنگا گیا۔

خلاصہ یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کمالاتِ صوریہ اور معنویہ
اور احوالِ ظاہری اور باطنی دونوں کی جامع تھی۔ احوالِ باطنی کہ جس میں من جانب اللہ
حقائق اور معارف کا انکشاف ہوتا ہے۔ لسانِ شریعت میں اس کو ولایت سے
تعبیر کرتے ہیں۔ اور احکامِ ظاہری کہ جس میں حلال و حرام کے احکام امت کو بتلا
جاتے ہیں۔ ان احکام کے مجموعہ کا نام شریعت ہے اور ظاہر ہے کہ ولایت کا تعلق
صرف اپنی ذات سے ہوتا ہے اور شریعت کا تعلق دوسروں سے ہوتا ہے۔ اس
لئے احکامِ شریعت دوسروں پر حجت ہیں نہ کہ احکامِ ولایت۔ ولایت حجت
لازمہ ہے بشرطیکہ قواعد شریعت کے خلاف نہ ہو۔ اور شریعت حجت لازمہ ہے۔
جس سے دوسروں پر الزام اور حجت قائم ہوتی ہے۔ نیز یہ بھی ظاہر ہے کہ ولایت
اور شریعت دونوں نبوت و رسالت کے دو شعبے ہیں۔ اس لئے شیخ اکبر نے شعبہ
ولایت کو غیر تشریحی نبوت کے عنوان سے اور شعبہ شریعت کو تشریحی نبوت کے نام
سے تعبیر کیا ہے۔ اولیاءِ امت پر نبوت کے شعبہ ولایت کا انعکاس ہوا جس کو
شیخ اکبر نبوت غیر تشریحی کے نام سے موسوم کرتے ہیں جس سے علمِ لدنی کے چشمے ان
حضرات کے قلوب صافیہ میں جاری ہو گئے اور قلوب کے امراض اور ان کے اسباب

و علامات اور ان کی تشخیصات اور معالجات ان پر نکتہ شاف ہوئے اور اسی گروہ نے احوال باطنی کی محافظت کی اور علم الاحسان یعنی علم التصوف کو مدون کیا۔ اور فقہاء اور مجتہدین کے قلوب پر نبوت کے شعیہ شریعت کا عکس پڑا جس کو شیخ اکبر نبوت تشریحی کے نام سے موسوم کرتے ہیں، جس سے ان حضرات کی بصیرت اور عقل اور فراست ایسی روشن اور منور ہو گئی کہ وہ ہی میں سوائے نظر آنے لگے اور شریعت سے تریا تک ان کی دُورین نگاہیں پہنچنے لگیں۔ کتاب اور سنت کی عنق اور گہرائیوں میں جو علم کے یواخت اور جو اہرستور تھے۔ غوطہ لگا کر نکال لائے۔ اس طبقہ نے آپ کی شریعت کی محافظت اور نگرانی کی اور علم احکام اور علم فقہ کو مدون کیا اور احکام شریعت کے حقائق اور دقائق اور لطائف و معارف کے بیان میں تحقیق و تدقیق کے سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچ گئے جن کو دیکھ کر عقل یہ کہتی ہے۔

اگر یک سرِ موٹے برتر پریم !

منسوخ تجسلی بسوز و پریم !

جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی خداوندی سے امت کو حلال و حرام کی تلقین فرمائی۔ اسی طرح ائمہ اجتہاد نے آپ کی شریعت کو سامنے رکھ کر غیر منصوص مسائل میں اجتہاد فرمایا اور احکام حلال و حرام مستنبط فرمائے۔ اور عوام کو ان پر عمل کرنے کا حکم دیا۔ حضرات فقہاء کا اجتہاد اور استنباط تشریح انبیاء کا ایک عکس اور پرتو ہے۔ حضرات انبیاء کی تشریح قطعی اور یقینی ہے اور مجتہدین کی تشریح جو بصورت استنباط ظنی ہے۔ انبیاء کی تشریح مستقل ہے اور مجتہدین کی تشریح انبیاء کلام کے بتلائے ہوئے علوم میں اجتہاد کر سکتے ہیں خود بخود ایزا نہیں کر سکتے۔ تشریح

انبیاء میں نسخہ ہے اور تشریح مجتہدین میں رجوع عن الاجتهاد ہے۔ اور چونکہ نبوت میں شریعت اور تشریح غالب ہوتی ہے اور ولایت مغلوب۔ اس لئے حدیث علماء امتی کا نبیاء بنی اسرائیل اور حدیث العلماء درۃ الانبیاء میں علماء کی تخصیص فرمائی اور اسی وجہ سے علماء قیامت کے دن انبیاء و رسل کی صف میں ہوں گے اور ہر نبی کے ساتھ اس کی امت کا ایک دو عالم یا زیادہ اس کے یمین و یسار میں کھڑا ہوگا اور جس طرح انبیاء اپنی اپنی امتوں پر شہید ہوں گے اسی طرح اس امت کے علماء تمام اہم پر شہید ہوں گے۔

یہ تمام مضمون ایوان اوقیت والحوار ص ۷۶ ج ۲ سے ماخوذ ہے حضرات اہل علم اصل سے مراجعت فرما سکتے ہیں۔

الحاصل حضرات صوفیہ کی اصطلاح میں نبوت کے دو شعبے ہیں۔ ایک تشریحی شعبہ اور ایک غیر تشریحی شعبہ۔ غیر تشریحی شعبہ کا عکس قلوب اولیاء پر پڑا جس کا ظہور الہام اور انکشاف معارف اور صد در کرامات و خوارق عادات کی شکل میں ہوا اور نبوت کے تشریحی شعبہ کا عکس قلوب مجتہدین پر بزرگ اجتهاد ہوا اور یہ اجتهاد حاشا و کلام حاشا و کلام شریعت اور تشریح نہیں بلکہ تشریح نبوی کا ایک ادنیٰ سا عکس اور پرتوہ اور معمولی سا ظل اور سایہ ہے۔

پس جس طرح کمالات الہیہ اور صفات خداوندی کے انعکاس سے کوئی کسی قسم کا اللہ اور خدا نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح کمالات نبوت کے انعکاس سے کوئی کسی قسم کا ہرگز ہرگز نبی نہیں ہو سکتا۔ تمام اولیاء اور عارفین اس پر متفق ہیں کہ نبوت ختم ہو گئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور اولیاء اللہ اور

عارفین نبوت کے غیر تشریحی شعبہ کے محض عکس اور پرتوہ ہیں۔ نبی نہیں اور فقہاء اور محدثین نبوت کے تشریحی شعبہ کے محض عکس اور پرتوہ ہیں۔ نبی نہیں اور دنیا میں کوئی ولی اور صوفی اس کا قائل نہیں کہ اولیاء غیر تشریحی نبی ہیں اور فقہاء اور محدثین تشریحی نبی ہیں اگر علماء امت کا نبی ہونا ممکن ہوتا تو علماء امتی کا نبیاء بنتی اسرائیل میں کاف تشبیہ داخل کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ اس لئے کہ مشتبہ اور مشتبہ بہ معائنہ ہوتے ہیں۔ اگر علماء امت کو نبوت مل سکتی تو کانبیاء بنی اسرائیل نہ فرماتے بلکہ جس طرح بنی اسرائیل کو جعل نیکو انبیاء سے خطاب کیا گیا۔ اسی طرح اس امت کو بھی کہا جاتا۔ اور حدیث میں ہے من صلی خلفا عالمو تقی فکانما صلی خلف نبی جس نے متقی عالم کے پیچھے نماز پڑھی اس نے گویا کہ نبی کے پیچھے نماز پڑھی۔ اس حدیث میں لفظ کانما بھی اختتام نبوت کی مشیر ہے۔

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلماہم واحکمۃ

دلیل دوم

قال تعالیٰ الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَارْتَمَتْ عَلَيْكُمْ رِغَابِي وَرَضِيْتُ لَكُمْ الْإِسْلَامَ دِينًا

اس آیت شریفہ میں حق بل شائد نے ایک خاص انعام کا ذکر فرمایا ہے جو یہ کہ آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو ہر طرح سے کامل اور مکمل کر دیا۔ قیامت تک کے لئے معاش اور معاد کی تمام ضرورتوں کے لئے ایک مکمل

دستور العمل عطا فرمایا کہ جو حکمتِ علمیہ اور عملیہ اور سیاستِ ملکیہ اور مدنیہ اور عقائد و اعمال اور احکامِ حرام و حلال کا جامع ہے۔ کوئی حکمت ایسی نہیں چھوڑی کہ جس کو صراحتاً یا اشارتاً بیان نہ کر دیا ہو۔ جو علوم اور معارف ادیان سابقہ میں تھے۔ ان سب کا عطر اور لب لباب اس دینِ متین میں لے لیا گیا۔ جس چیز کا صراحتاً بیان کرنا مناسب تھا اس کو اشارتاً بیان کر دیا۔ غرض یہ کہ کوئی شے ایسی نہیں چھوڑی کہ ضرورت اور حاجت ہو۔ اور اس کو بیان نہ کر دیا گیا ہو۔ لہذا اب اس میں نہ کسی اضافہ اور ترمیم کی گنجائش ہے اور نہ کمی اور زیادتی ہو سکتی ہے۔ اسی لئے آپ کا دین تمام ادیان سے بہتر ہوا اور تمام ادیان کا ناسخ ہوا۔ اور تمام ادیان دینِ اسلام سے منسوخ ہو گئے۔ معلوم ہوا کہ یہ دینِ آخری دین ہے اور یہ امتِ آخری امت ہے اور یہ نبیِ آخری نبی ہیں اس لئے کہ ناسخ وہی ہو گا کہ جو آخر ہو گا اور اس اکمالِ دین سے ”میں نے تم پر اپنا انعام اور احسان پورا کر دیا“ کہ تم کو ایسا کامل اور مکمل دین عطا کیا کہ جو کسی کو نہیں عطا کیا۔ اور اسی دینِ اسلام کو ہمیشہ کے لئے تمہارا دین بننے کے لئے پسند کیا۔ یعنی قیامت تک دینِ اسلام ہی کا دور دورہ ہے۔ گا۔ اب اس کے بعد کوئی دوسرا دین نہیں آئے گا جو اس دین کو منسوخ کرے۔ پس تم کو چاہیے کہ اس نعمت کا شکر ادا کرو اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اس کامل دین پر استقامت نصیب فرمائے اور تمہارا جینا اور مرنا اور قبر سے اٹھنا اسی دین پر ہو۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:-

هذه اکبر نعمہ اللہ تعالیٰ حق تعالیٰ شانہ کی اس امت پر یہ سب

علیٰ ہذا الامت حیث اکمل
تعالیٰ لہم دینہم فلا یحتابون
الیٰ دین غیرہ ولا الیٰ نبی
غیر نبیہم صلوات وسلامہ
علیہ ولہذا جعلہ اللہ خاتم
الانبیاء وبعثہ الی الانس
والجن۔ (تفسیر ابن کثیر ص ۳۷)

سے بڑی نعمت ہے کہ اس امت کو
مکمل دین عطا فرمایا کہ جس کے بعد نہ
ان کو کسی دین کی حاجت ہے اور نہ
کسی نبی کی ضرورت ہے اسی وجہ
اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کو خاتم الانبیاء بنایا اور تمام جن
وانس کی طرف مبعوث کیا۔

پس اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی آئے تو وہ کیا بلائے گا ضرورت
تو اب کوئی باقی نہیں۔ بقرآن بحال اگر وہ نبی ہوگا تو یقیناً بے ضرورت اور فالتو ہوگا
اور ادنیٰ عقل والابحاث ہے کہ فالتو اور بے کار آدمی کہ جس کی کسی کو ضرورت نہ ہو،
وہ کبھی نبی نہیں ہو سکتا۔

یہ آیت شریف جس میں اس نعمت عظیم یعنی اکمال دین کا ذکر فرمایا ہے۔
شامہ میں حجۃ الوداع کے موقع پر عرفہ کے دن یوم جمعہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم پر عصر کے وقت نازل ہوئی جس وقت کہ میدان عرفات میں چالیس ہزار قدسیوں
کا مبارک اور رشک ملائک مجمع آپ کی ناقہ مبارک کے ارد گرد تھا۔ اسی مجمع میں
جو آپ نے خطبہ دیا اس کے متعلق حدیث میں ہے :-

عن ابی امامۃ قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فی خطبۃ یوم حجۃ
حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے
مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے اپنے حجۃ الوداع کے خطبہ میں

الوداع ایہا الناس لانی
 بعدی ولامة بعدکم
 فاعبدوا ربکم وصلوا
 خصمکم وصوموا شہرکم
 وادوا ناکرة اموالکم
 طيبة بها انفسکم و
 اطیعوا ولاة امرکم
 قد خلوا جنة ما بکم
 کذا فی منتخب الكنز بر
 حاشیہ ہ سند امام احمد
 بن حنبل ص ۳۹۱ ج ۲ -

یہ ارشاد فرمایا۔ اے لوگو! میرے
 بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد
 کوئی امت نہیں۔ پس اب وقت
 کو غنیمت سمجھو اور اپنے پروردگار
 کی عبادت اور بندگی میں لگے رہو۔
 اور پانچ وقت کی نماز پڑھتے رہو اور
 خوش دلی سے اپنے مالوں کی زکوٰۃ
 دیتے رہو اور اپنے امراء اور خلفاء
 کی اطاعت کرتے رہو۔ اگر ایسا کرتے
 رہے تو انشاء اللہ تم اپنے پروردگار کی
 جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

جس زمان اور مکان میں اکمال دین کی آیت نازل ہوئی اسی زمان اور مکان میں
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خطبہ دیا جس میں یہ اعلان فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں
 اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں کیونکہ دین مکمل ہو گیا اس لئے اب نئے نبی کی ضرورت
 نہیں اور جب کوئی نبی نہیں تو امت کہاں سے ہو؟ یہ خطبہ درحقیقت اکمال دین کی
 آیت کی تفسیر اور شرح ہے تاکہ ہر امت اور بلاہتہ معلوم ہو جائے کہ اکمال دین کے
 اعلان سے ختم نبوت کا اعلان مقصود ہے۔

دلیل سوم

قال تعالى :- وَعَدَّ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفْنَا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ

جو لوگ ایمان لائے اور اعمال صالحہ کیے اُن سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ بلاشبہ ہم تم کو زمین کا خلیفہ اور حاکم بنائیں گے جیسا کہ تم سے پہلے بنی اسرائیل کو بنایا تھا۔

اس آیت میں حق تعالیٰ شانہ نے امت محمدیہ پر ایک خاص انعام کا ذکر فرمایا ہے۔ وہ انعام نبوت کی خلافت اور نیابت کا ہے جس کا ظہور خلفاء و راشدین سے ہوا۔ اور خلافت کے معنی نیابت اور قائم مقامی کے ہیں۔ پس اس آیت میں امت سے نبوت کا وعدہ نہیں بلکہ نبوت کی خلافت اور نیابت کا وعدہ ہے۔ یہ کسی آیت اور حدیث میں نہیں کہ ہم کسی کو نبوت عطا کریں گے۔ حالانکہ اس آیت میں اس کے ذکر کا موقع تھا کیونکہ حق تعالیٰ شانہ، اپنا انعام اور احسان بیان فرمایا ہے میں اگر آئندہ کسی کو نبوت دینی ہوتی تو بجائے خلافت اور حکومت کے نبوت و رسالت کا وعدہ فرماتے۔ معلوم ہوا کہ نبوت ختم ہو چکی صرف خلافت باقی ہے۔ اب ہم اس بارے میں چند احادیث نقل کرتے ہیں جس سے یہ امر ان شاء اللہ بخوبی واضح ہو جائے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے

عن ابی ہریرۃ عن النبی

صلی اللہ علیہ وسلم قال
 كانت بنو اسراءیل تسوہم
 الانبیاء کلما ہلک نبی
 خَلَفَتْ نَبِیٌّ وَاٰتَ لَانَبِیِّ
 بعدی و سیکون خلفاء
 نیک ثروت قالوا فما
 تأمرنا قال فَوَابِعِیۃ
 الاول فالاول اعطوہم
 حقہم فان اللہ
 ساءلہم عما استوعام
 متفق علیہ - ۱۷۵
 البخاری فی کتاب
 الانبیاء و مسلو فی
 کتاب الامارۃ -

مردی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی سیاست
 اور انتظام خود ان کے انبیاء کیا کرتے
 تھے۔ جب کسی نبی کا انتقال ہو جاتا
 تو دوسرا نبی اس کے قائم مقام ہو جاتا
 اور البتہ تحقیق یہ بے بعد کوئی نبی نہیں
 البتہ خلفاء اور امراء ہوں گے۔ جو
 مسلمانوں کی سیاست اور انتظام
 کرینگے اور بیت ہونگے۔ صحابہ نے عرض
 کیا کہ اس وقت ہمارے لئے کیا حکم ہے؟
 یعنی جب خلفاء بہت ہوں تو اس
 وقت ہم کو کیا کرنا چاہیے۔ آپ نے
 ارشاد فرمایا کہ جس سے پہلے بیعت
 کرچکے ہو اسکی بیعت کو پورا کرو اور

ان کا حق اطاعت اور فرمانبرداری ادا کرو۔ اور اگر خلفاء تھکنا حق رعایت نہ
 ادا کریں تو تم ان کی اطاعت میں کوتاہی نہ کرنا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ خود ان سے
 حق رعیت کے متعلق سوال کرے گا۔ (بخاری و مسلم)

اس حدیث سے صاف طور پر واضح ہو گیا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ البتہ
 خلفاء اور امراء ہوں گے۔ اور یہ سب کو معلوم ہے کہ انبیاء بنی اسرائیل کی شریعت مستقل

ذمہ تھی بلکہ شریعت موسویہ اور حکم توریت کے تابع تھی۔ لہذا نتیجہ یہ نکلا کہ جس طرح نبی اسرائیل میں غیر مستقل اور غیر تشریعی نبی آتے رہے اس امت میں آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ البتہ خلفاء ہوں گے۔ پہلی امتوں میں سیاست اور انتظام اور اصلاح کے لئے نبوت تھی اور اس امت مرحومہ میں سیاست و اصلاح کے لئے نبوت کے قائم مقام خلافت ہو گی۔ نبوت ختم ہو چکی ہے، اصلاح اور سیاست کے لئے خلافت باقی رہے گی۔

وعن ابی مالک الاشعری
قال قال رسول الله صلى
الله عليه وسلم ان الله نزلني
بدا هذا الامر نبوة ورحمة
وكائننا خلافة ورحمة وكائننا
ملاكاً عضواً وكائننا عتواً و
جبرية وفساداً في الامة
(رواه الطبراني في الكبير
كذا في كذا العمال ص ۶)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس امر کو نبوت
اور رحمت بنا کر شروع فرمایا۔ پھر بعد
چندے نبوت تو نہ رہے گی۔ صرف
خلافت اور رحمت رہ جائے گی اور
پھر کٹ کھانے والی سلطنت اور
پھر تکبر اور تجبر اور امت میں فساد
ہوگا۔

(طبرانی)

ابن عباس رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
فرمایا کہ میرے لئے نبوت ہے اور
تمہارے لئے خلافت ہے۔

رواہ ابن عساکر کذا فی الكنز
ص ۶ ج ۶)

(ابن عساکر)

حق جل شانہ ارشاد فرماتے ہیں:-
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ
 وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَادْبِ
 الْأَمْرَ مِنْكُمْ۔
 اسے ایمان والوں! اطاعت کرو اللہ کی
 اور اس کے رسول کی اور اولی الامر کی
 یعنی علماء اور خلفاء کی۔

اس آیت میں تین چیزوں کا حکم دیا ہے:-

۱- اطاعتِ خداوندی۔

۲- اطاعتِ رسول۔

۳- اطاعتِ اولی الامر۔

اور اولی الامر کے متعلق یہ ارشاد فرمایا ہے:-

فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي
 شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ
 وَالرَّسُولِ۔
 پس اگر تم میں اور اولی الامر میں کوئی اختلاف
 اور نزاع پیش آجائے تو اللہ اور اس کے
 رسول کی طرف رجوع کرنا یعنی کتاب و سنت
 کی طرف رجوع کرنا۔

(الایۃ)

اور حدیث میں اولی الامر کے متعلق یہ ارشاد فرمایا ہے:-

السمع والطاعة حق
 مالیو مؤمر بمعصية
 فاذا امر بمعصية
 فلا سمع ولا طاعة۔
 علماء اور امراء کی بات سنانا اور ان کی
 اطاعت حق اور واجب ہے جب تک
 معصیت کا امر نہ کریں اور جب معصیت
 کا امر کریں اور حکم دین تو ہم ان کی بات کا
 سنانا اور اطاعت کرنا جائز نہیں۔

معلوم ہوا کہ آپ کے بعد جن کی اطاعت واجب ہوگی وہ اہل الامر ہوں گے۔ نبی نہ ہوں گے کیونکہ نبی سے نزاع اور اختلاف جائز نہیں بلکہ کفر ہے نبی کی تو بے چون و پر اطاعت فرض ہے۔ کما قال تعالیٰ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ۔

نیز حدیث مذکور سے معلوم ہوا کہ اہل الامر اگر معصیت کا حکم دیں تو سمع اور طاعت جائز نہیں۔ اور ظاہر ہے کہ معصیت کا حکم وہی شخص دے سکتا ہے جو نبی نہ ہو۔ یہ ناممکن ہے کہ نبی اور رسول ہو اور پھر اللہ کی معصیت کا حکم دے۔ نیز اختلاف اور نزاع کے وقت اللہ اور اس کے رسول یعنی قرآن اور حدیث کی طرف رجوع کا حکم دیا گیا۔ یہ امر قابل غور ہے کہ نزاع تو پیش آئے گا زمانہ آئندہ میں مگر حکم یہ ہے کہ گزشتہ رسول اور اس پر نازل شدہ کتاب اور اس کی شریعت کی طرف رجوع کرو۔ آئندہ نبی اور اس کی شریعت اور وحی کی طرف رجوع کا حکم نہیں معلوم ہوا کہ آپ کے بعد کوئی صاحبِ وحی نہیں کہ اس کی طرف رجوع کیا جائے۔ آئندہ زمانے میں جو بھی نزاع پیش آئے۔ اسی قرآن و حدیث کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ نیز احادیث متواترہ سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) کی اقتداء اور خلفاء راشدین کی سنت کے اتباع کا حکم دیا۔ کسی ایک ایک حدیث میں یہ نہیں فرمایا کہ میرے بعد آنے والے نبی کا اتباع کرنا۔ معلوم ہوا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

دلیل چہارم

قَالَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ: وَإِذْ
 أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ
 لَمَا آتَيْنَاكُمْ مِنْ كِتَابٍ
 وَحِكْمَةٍ تُوْحَاهُ كَمَا كُنْتُمْ رَسُولًا
 مُصَدِّقِينَ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ
 بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ
 أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ
 عَلَىٰ ذٰلِكُمْ أَصْحَابِي قَالُوا
 أَقْرَرْنَا وَمَا كُنَّا مِنَ الشَّاهِدِ
 وَآنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ
 فَمَنْ تَوَلَّىٰ بَعْدَ ذٰلِكَ
 فَأُولٰٓئِكَ هُمُ
 الْفٰسِقُونَ ۝

اور اس وقت کو یاد کرو کہ جب اللہ
 تعالیٰ نے تمام انبیاء سے عہد اور ميثاق
 لیا کہ تم میری ذات کی کہ جو کچھ
 میں تم کو کتاب اور حکمت دوں اور پھر
 اخیر میں تمہارے پاس ایسا عظیم شان
 رسول آئے جو تمہاری کتاب اور حکمت
 کی تصدیق کرے (یعنی محمد رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم) تو تم ضرور اس پر
 ایمان لانا اور ضرور اس کی مدد کرنا پھر
 اس عہد کے بعد فرمایا کہ کیا تم نے اس کا
 اقرار کیا اور میرے اس پختہ عہد کو قبول
 کیا؟ سب برے ہم نے اقرار کیا، فرمایا
 کہ اچھا اپنے اس اقرار پر گواہ بھی رہو

تاکہ جب اقرار کے ساتھ شہادت بھی مع ہو جائے تو انکار نہ کر سکو اور میں بھی تمہارے
 ساتھ گواہوں میں سے ایک گواہ ہوں اور خوب سمجھ لو کہ اس عہد کے بعد جو اس
 عہد سے روگردانی کرے گا تو ایسے ہی لوگ حکم عدولی کرنے والے ہوتے ہیں۔

اس آیت شریفہ میں اس عہد اور ميثاق کا ذکر ہے جو حق تعالیٰ نے عالم ارواح

میں تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں لیا وہ یہ کہ محمد رسول اللہ جو تمہارے سب کے بعد آئیں گے۔ اگر تم میں سے کوئی اُن کا زمانہ پکڑے تو ضرور ان پر ایمان لانا اور ضرور اُن کی مدد کرنا اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد تمام انبیاء کے بعد ہوگی۔ اس لئے کہ حق تعالیٰ کا تمام انبیاء کو مخاطب بنا کر یہ فرمانا کھڑا کھڑا رسول (تمہارے سب کے بعد ایک سولہ آئے گا) اس بات پر صریح دلالت کرتا ہے کہ اس رسول کی آمد تمام انبیاء کے بعد ہوگی اور یہ رسول آخری نبی اور آخری رسول ہوگا۔

وعن قتادة انه اخذ الله	حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا
ميشا قهم بتصديق بعضهم	ہے کہ حق تعالیٰ نے تمام انبیاء سے اس
بعضاً والاعلان بان محمداً	بات کا عہد لیا کہ ایک دوسرے کی تصدیق
رسول الله و اعلان	کریں اور اپنے اپنے زمانے میں اس کا اعلان
رسول الله بان لانبى	کریں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول
بعدها -	ہیں اور آپ اس کا اعلان کریں کہ آپ
رکنان في الدر المنثور	کے بعد کوئی نبی نہیں۔ (در منثور)

دلیل پنجم

قال الله عز وجل واذ يرفعون
الابواب من البيت و
اور یاد کر جب اٹھاتے تھے ابواب سے
(علیہ السلام) نبیوں کی خادکعبہ کی اور

اسمعیل (علیہ السلام) اور دعا کرتے تھے
 اے پروردگار ہمارے قبول کر ہم سے بیشک
 تو ہی ہے سنتے والا جاننے والا۔ اے
 پروردگار ہمارے اور کریم کو فرما نہ وار اپنا
 اور ہماری اولاد میں بھی کر ایک جماعت
 فرما نہ وار اپنی اور تلامذہم کو قاعدے سے جڑنے
 کے۔ اور ہم کو معاف کر۔ بیشک تو ہی ہے
 توبہ قبول کرنے والا مہربان۔ اے پروردگار
 ہمارے اور بھیج ان میں ایک رسول نبی
 میں تاکہ پڑھے ان پر تیری آیتیں اور
 سکھائے ان کو کتاب اور تیری باتیں
 اور پاک کرے انکو۔ بیشک تو ہی ہے بہت
 عزیزست بڑی حکمت والا۔

اِسْمٰعِیْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا
 اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ
 رَبَّنَا وَاَجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ
 لَكَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَا اُمَّةً
 مُّسْلِمَةً لَّكَ وَاِرِنَا مَنَّا سَكَنًا
 وَتُبْ عَلَیْنَا هَ اِنَّكَ اَنْتَ
 التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ رَا بِنَا
 وَاَبْعَثْ فِیْهِمْ رَا سُوْلًا
 مِنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ
 اٰیٰتِكَ وَیُعَلِّمُهُمُ
 الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ
 یُزَكِّیْهِمْ وَاِنَّكَ اَنْتَ
 الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ

ان آیات میں حق جل شانہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعاؤں کا ذکر فرمایا ہے۔ ان میں سے ایک اُمتِ مسلمہ کے ظہور کی ہے۔ جس کی مصداق یہ امت محمدیہ ہے جو آخری امت ہے اور دوسری دعا سرورد و عالم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سراپا سرورد کی ہے۔

ابوالعالیہ سے مروی ہے کہ جب حضرت
 ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا فرمائی۔ ربنا

وَعَنْ اَبِي الْعَالِيَةِ فِي قَوْلِهِ
 تَعَالَى رَبَّنَا وَاَبْعَثْ فِیْهِمْ

وَابْعَثْنَا فِيهِمُ الرَّسُولَ لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَهُمْ يُؤْمِنُونَ
 ارشاد ہوا کہ تمہاری دعا قبول ہوئی۔
 یہ امت مسلمہ اور یہ پیغمبر آخری زمانہ میں
 ہوگا ایسا ہی سدی اور قیامت کے
 مروی ہے۔

(تفسیر ابن کثیر)

رَسُولًا مِّنْهُمْ يَعْتَىٰ أَمْتًا
 مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فَذَلِيلٌ لِّمَقْدَرٍ أَسْتَجِيبُ لَكَ
 هُو كَاثِنٌ فِي آخِرِ الزَّمَانِ
 وَكَذَا قَاتِلُ السُّدَىٰ وَقِتَادَةٌ۔

(تفسیر ابن کثیر ص ۳۳ ج ۱)

ہو کائن فی آخر الزمان سے خاتم النبیین ہونا مراد ہے اور آنحضرت صلی

اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ

یعنی میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا ہوں۔
 اسی طرف مشیر ہے۔ امام شعبی فرماتے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام کے صحیفہ میں لکھا ہوا ہے
 تیری اولاد میں بہت قبائل اور گروہ
 ہوں گے یہاں تک وہ نبی آئی ظاہر
 ہو کہ جو خاتم الانبیاء ہوگا۔

انادعوة ابی ابراہیم۔
 انہ کائن من ولدک
 شعوب حق یأتی النبی
 الامی الذی یکون خاتمہ
 الانبیاء۔

کذا فی الطبقات لابن سعد ص ۱۰۱ وخصائص کنز العمال للمحافظ السیوطی ص ۱۰۱

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی دعا میں یہ فرمایا:

وَتَبْنَا وَابْعَثْنَا فِيهِمُ الرَّسُولَ لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَهُمْ يُؤْمِنُونَ
 یعنی اے اللہ اس امت مسلمہ میں
 ایک عظیم شان رسول بھیج۔

اور یہ نہیں فرمایا:

رَبَّنَا وَأَبْعَثْ فِيهِمُ رَسُولًا - یعنی اے اللہ ان میں بہت سے نبی

اور رسول بھیج۔

معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم صرف ایک رسول کے مبعوث ہونے کی معافرت تھے کہ جس کے آنے کے بعد کسی نبی اور کسی رسول کی حاجت نہ رہے۔ یاد رہے کہ اس امتِ مسلمہ کے ظہور کی دعاء اور اس امت کا نام یعنی اسلام اور مسلمان بھی حضرت ابراہیم ہی نے تجویز فرمایا۔ کما قال تعالیٰ مَلَكًا اَبْرٰهِيْمًا اَبْرٰهِيْمَ هُوَ سَمِيْعٌ مَسْمُوْمٌ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلِ وَاِنِّي هَذَا - اور اس امتِ مرحومہ کے لئے نبی آخر الزمان کے ظہور اور بعثت کی دعاء بھی حضرت ابراہیم نے کی جو بارگاہِ خداوندی میں قبول ہوئی۔ چونکہ حضرت ابراہیم کی یہ دعاء امتِ محمدیہ پر عظیم الشان احسان ہے۔ اس لئے بمقتضائے ہَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ہ امتِ محمدیہ پر یہ لازم قرار دیا گیا کہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ پرمھا کریں تاکہ اس احسان کا کچھ حق ادا ہو۔

نیز حضرت ابراہیم نے ایک دعایہ فرمائی تھی:-

رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَاَلْحَقْنِيْ
بِالصّٰلِحِيْنَ ۝ وَاَجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ
صِدْقٍ فِى الْاٰخِرِيْنَ ۝
اے میرے رب دے مجھ کو حکم اور
ملا مجھ کو نیکوں میں اور رکھ میرا بول سچا
پچھلوں میں۔

آخرین سے آخری امت مراد ہے۔ قرآن کریم میں جا بجا امتِ محمدیہ کو
آخرین سے تعبیر کیا ہے تاکہ اس امت کا آخری امت ہونا معلوم ہو جائے۔
حق تعالیٰ شانہ نے حضرت ابراہیم کی یہ دعاء بھی قبول فرمائی کہ آخرین یعنی اس آخری

امت میں گماصلت علیٰ ابرہیم الخ کے ذریعہ سے قیامت تک آپ کا ذکر
خیر جاری فرمایا۔

دلیل ششم

اللہ تعالیٰ ہی نے اپنے رسول کو ہدایت
اور دین حق دے کر بھیجا ہے تاکہ اس کو
تمام دینوں پر غالب کرے اگر یہ مشرکین
کو کتنا ہی ناگوار ہو۔

وہی ہے جس نے بھیجا اپنا رسول
سیدگی راہ پر اور سچے دین پر تاکہ وہ
دکھے اُس کو ہر دین سے اور کافی ہے
اللہ حق ثابت کرنے والا۔

وہی ہے جس نے بھیجا اپنا رسول راہ
کی جو بھروسے کر اور سچا دین کہ اُس کو
اوپر کرے سب دینوں سے اور پڑے
بڑا مانیں شرک کرنے والے۔

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ
بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ
لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ
وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ۝

وقال تعالى هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ
رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ
لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ
وَكَفَىٰ بِاللَّهِ تَهْنِئَةً ۝

وقال تعالى هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ
رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ
لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ
وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ۝

ان تینوں آیتوں سے یہ امر صاف ظاہر ہے کہ یہ دین تمام ادیان کے بعد آیا
ہے اور تمام بلل اور ادیان کے لئے ناسخ بن کر آیا ہے اور یہ دین آخری دین ہے۔

قیامت تک یہی دین ہے گا۔ یہ آیت نبوت تشریحیہ کے اختتام کی صریح دلیل ہے اور مرزا صاحب کا دعویٰ بھی نبوت تشریحیہ کا ہے جیسا کہ ان کی کتابوں سے صاف ظاہر ہے۔

دلیل ہفتم

قال تعالیٰ اُولَٰئِكَ يَكُنْ لَهُمْ آيَةٌ اَنْ يَعْلَمُوْا اَنَّ مُحَمَّدًا مِّنْ اٰمِلِيْنَ
 کیا لوگوں کے لئے یہ کھلی ہوئی نشانی نہیں کہ اس کتاب اور اس نبی کو علماء بنی اسرائیل
 خوب جانتے ہیں کہ یہ وہی کتاب اور وہی پیغمبر ہیں کہ جس کی پہلے سے آسمانی
 صحیفوں میں خبر دی جا چکی ہے۔ اہل علم اور اہل فہم کے لئے صداقت اور حقانیت
 کی یہ بہت بڑی دلیل ہے کہ دوسرے مذاہب کے علماء بھی اس کی حقانیت کا اقرار
 اور اعتراف کریں۔ چنانچہ بعض تو اپنی خصوصی مجلسوں میں اس کا اقرار کرتے تھے مگر
 دنیاوی مصلح کی بنا پر حق کو قبول نہیں کرتے تھے اور بعضوں نے اعلان یہ اس کا اقرار
 کیا اور شرف باسلام ہوئے۔ اس لئے کہ آپ کی تشریحات اور وحی کی بشارات اور آپ
 کی صفات اور سمات کتب سماویہ میں مذکور تھیں اور اب بھی باوجود کاٹ تراش
 کے بہت کچھ باقی ہے۔

وہ لوگ جو یہودی کرتے ہیں اس سول
 کی جو نبی آئی ہے کہ جس کو پاتے ہیں۔
 لکھا ہوئے اپنے پاس تو ریت اور

کہا قال تعالیٰ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ
 الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاَوْحٰى الْاَلٰهِيَّ
 يَجِدُوْنَ لَهُ مَكْتُوْبًا عِنْدَ هُمْ فِي

انجیل میں۔	التَّورَةِ وَالْإِنْجِيلِ
جن کو ہم نے دی ہے کتاب بچھپاتے ہو	وَقَالَ تَعَالَى الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ
اُس کو جیسے بچھپاتے ہیں اپنے بیٹوں	يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ
کو اور بیشک ایک فرقہ ان میں سے	أَبْنَاءَهُمْ وَإِنَّ كَرِيفًا
البتہ چھپاتے ہیں حق کو جان کر حق	لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَهُمْ
وہی ہے جو تیرا رب کہے۔ پھر تو نہ ہو	يَعْلَمُونَ ۚ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ
شک لاسنے والا۔	فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ ۚ

آمد بر مقصد

اب ہم روایات سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ توریت اور انجیل اور تمام صحیف سماویہ میں آپ کا خاتم النبیین ہونا لکھا ہوا تھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد تمام علماء بنی اسرائیل صرف نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے منتظر تھے۔ چونکہ توریت اور انجیل محرف ہو چکی ہے اور ابھی سلسلہ تحریف کا جاری ہے، اس لئے ہم نے اس باب میں زیادہ تر احادیث نبویہ اور آثار صحابہ و تابعین پر اعتماد کیا ہے۔

مسئلہ ختم نبوت پر توریت اور انجیل اور علمائے اسرائیل کی شہادتیں اور بشارتیں

پہلی شہادت

امام شعبی فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم	عن الشعبي قال في ليلة اوتام
کے صحیفہ میں ہے کہ اے ابراہیم تیری اولاد	عليه الصلوة والسلام انما
میں بہت سے گروہ ہوں گے یہاں تک	كائن من ولدك شعوب
وہ نبی ہی ظاہر ہو کہ جو خاتم الانبیاء	حتى ياتي النبي الامي الذي
یعنی آخری نبی ہوگا۔	يكون خاتم الانبياء۔
(طبقات ابن سعد)	(طبقات ابن سعد ص ۱۷۱)

دوسری شہادت

محمد بن کعب قرظی فرماتے ہیں کہ اللہ	عن محمد بن كعب القرظي
تعالیٰ نے یعقوب علیہ السلام پر وحی	قال ادعى الله الي يعقوب اني
بھیجی کہ میں تیری اولاد میں سے بہت	ابعث من ذريتك ملوكا و
سے بادشاہ اور بہت سے نبی بھیجوں	انبياء حتى ابعث النبي الحرفي

الذی تبیئ امتہ هیکل
بیت المقدس وهو خاتم
الانبیاء واسمہ احمد۔
(طبقات ابن سعد ص ۱۷۱)

گا جس کی امت بیت المقدس کا
ہیكل بنائے گی اور وہ نبی خاتم الانبیاء
ہوگا۔ اور نام اس کا احمد ہوگا۔
(طبقات ابن سعد)

تیسری شہادت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی روایت کرتی ہیں کہ مکہ میں ایک یہودی رہتا تھا کہ
جو تجارتی کاروبار کیا کرتا تھا۔ جس رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو لہڑے ہوئے تو وہ
یہودی قریش کی ایک مجلس میں بیٹھا ہوا تھا ایک ایک قریش سے پوچھنے لگا کہ کیا اس
رات تم میں کوئی لڑکا پیدا ہوا ہے؟ قریش نے کہا ہم کو علم نہیں۔ یہودی نے کہا:-
انظروا یا معشر قریش
واحصوا ما اقول لکم ولدا
اللیلۃ نبی ہذا الامۃ
احمد الاخر بہ شامتہ
بین کتفیہ۔

اے گروہ قریش! جو کچھ میں کہہ رہا
ہوں اسکی تحقیق و تفتیش کرو۔ اس رات
اس امت کا نبی پیدا ہوا ہے احمد
اسکا نام ہے آخری نبی ہے مہر نبوت
اُس کے دونوں شانوں کے درمیان میں ہے۔

لوگ یہ سن کر مجلس سے اٹھنے تلاش کے بعد معلوم ہوا کہ اس رات عبداللہ بن
عبدالمطلب کے لڑکا پیدا ہوا ہے۔ یہودی کو ان خبر دی۔ یہودی نے کہا مجھ کو ابھی لے
چلو اور اس مولود کو دکھلاؤ۔ قریش کے لوگ اس کو لے گئے اور جا کر اس مولود کو
دکھلایا۔ یہودی نے جب آپ کی پشت پر مہر نبوت دیکھی تو بیہوش ہو کر گر پڑا۔

اور بہت حسرت سے کہا کہ اب نبوت اور کتاب بنی اسرائیل سے چلی گئی اور اہل عرب نبوت سے فائز اور کامیاب ہوئے۔

(طبقات ابن سعد ج ۱)

پچھٹی شہادت

پچیس سال کی عمر میں جب حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم خدمتِ الٰہی کی کامیابی کی تجارت لے کر میرہ غلام کی معیت میں شام گئے اور نسطور راہب سے ملاقات ہوئی تو نسطور راہب نے آپ کا حلیہ مبارک بہت غور سے دیکھا اور دیکھ کر یہ کہا۔

هو هو آخر الانبياء۔
یہ شخص ہی شخص آخری نبی ہے۔
الی آخر القصة۔
(طبقات ابن سعد ج ۱)

پانچویں شہادت

عامر بن ربیعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے زید بن عمرو بن نفیل کو یہ کہتے سنا کہ میں ایک نبی کا منتظر ہوں کہ جو بنی اسمعیل اور بھرنی عبدالمطلب میں سے ہوگا مجھے امید نہیں کہ میں اس نبی کو پاؤں۔ میں اُس نبی پر ایمان رکھتا ہوں اور اس کی تصدیق کرتا ہوں اور شہادت دیتا ہوں کہ وہ نبی برحق ہیں۔ اُسے عامر! اگر تو اس نبی کو پاؤں تو میرا سلام پہنچانا۔

وساخر لك ما نعتت حتى لا اور میں تجھ کو اس نبی کے حلیہ سے

ایسی خبر دوں گا کہ تجھ کو کوئی اشتباہ نہ رہے گا۔ میں نے کہا ضرور بتلائیے۔
 زید نے کہا نہ وہ طویل القامت ہو گے
 نہ قصیر القامت میانہ قد ہوں گے اور
 بال بھی ان کے زیادہ نہ ہوں گے سرخی
 ان کی آنکھوں سے جلانہ ہوگی۔ مہر
 نبوت دونوں شانوں کے درمیان ہو
 گی نام ان کا احمد ہوگا۔ اور یہ شہر یعنی
 مکہ ان کی جائے ولادت اور مقام نبوت
 ہے اور پھر ان کی قوم ان کو مکہ سے نکالے
 گی اور اس نبی کے دین کو ناپسند کرے
 گی یہاں تک کہ وہ نبی یشرب یعنی مدینہ
 کی جانب ہجرت کرے گا اور وہاں جا کر
 اس کو غلبہ حاصل ہوگا۔ پس تو اس
 نبی کے بارہ میں دھوکا نہ کھانا۔ میں
 نے دین ابراہیمی کی تلاش میں تمام
 شہروں کو چھان مارا۔ یہود و نصاریٰ
 اور مجوس جس سے بھی پوچھا سب نے
 یہی کہا کہ وہ دین آگے آنے والا ہے۔

يُخْفِي عَلَيْكَ قَلْتِ هَلْمِ قَالِ
 هُوَ رَجُلٌ لَيْسَ بِالطَّوِيلِ وَ
 لَا بِالْقَصِيرِ وَلَا بِكَثِيرِ الشَّعْرِ
 وَلَا بِقَلِيلِهِ وَ لَيْسَ تَفَارِقُ
 عَيْنِيهِ حَمْرَةٌ وَ خَاتَمُ النَّبُوَّةِ
 بَيْنَ كَتْفَيْهِ وَ اسْمُهُ اَحْمَدُ
 وَ هَذَا الْبَلَدُ مَوْلِدُهُ وَ مَبْعَثُهُ
 ثُمَّ يَخْرُجُ بِهِ تَوْمَهُ هُنَا
 وَيَكْرَهُونَ مَا جَاءَ بِهَا
 حَتَّى يَرْتَدُّوا لِيَثْرِبَ
 فَيُظْهِرُ امْرَأَةً نَائِيَةً اَنْ
 تَخْدَعُ عَنْهُ نَائِيَةً طَفَّتْ
 الْبِلَادُ كُلُّهَا اَطْلُبُ دِينَ
 اِبْرَاهِيمَ فَنُكِّلُ مِنْ اَسْأَلِ
 مِنَ الْيَهُودِ وَ النَّصَارَى وَ
 الْمَجُوسِ يَقُولُونَ هَذَا
 الدِّينُ و رَاءَكَ وَ نَبَعْتُونَهُ
 مِثْلَ مَا نَعْتُهُ لَكَ يَقُولُونَ
 لَعَلَّيْنِي نَبِيٌّ غَيْرُكَ -

(طبقات ابن سعد مہاج ۱) اور سب اس نبی کے وہی اوصاف بیان

کئے جو میں نے فتح سے بیان کئے اور سب کے سب یہی کہتے تھے کہ اب اس نبی

کے سوا کوئی نبی باقی نہیں رہا۔

حضرت عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب میں مشرف باسلام ہوا تو آپ کے سامنے زید کا قول نقل کیا اور زید کا سلام پہنچایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زید کے سلام کا جواب دیا اور اُن کے حق میں دعا و رحمت فرمائی اور یہ فرمایا کہ میں نے زید کو جنت میں دامن پھینچتے ہوئے دیکھا۔

چھٹی شہادت

شیخ شاہ یمن نے ایک مرتبہ بلادِ عرب کا دورہ کیا۔ جب مدینہ منورہ پر گزر ہوا تو کسی وجہ سے مدینہ کے باشندوں کے قتل کا حکم دیا۔ دو یہودی عالم بادشاہ کے ہمراہ تھے انھوں نے بادشاہ کو منع کیا اور یہ کہا۔

فاخا مھاجر نبی یکون فی
آخذ الزمان۔
یہ شہر اس نبی کا دارالہجرت ہے جو اخیر
زمانہ میں ہوگا۔

بادشاہ نے اپنا ارادہ ترک کیا اور واپس ہوا۔ جب مکہ مکرمہ پر گزر ہوا تو خانہ کعبہ کے منہدم کرنے کا ارادہ کیا۔ انھیں دو عالموں نے بادشاہ کو پھر منع کیا اور کہا یہ گھر براہیم خلیل اللہ کا بنایا ہوا ہے۔

وانہ سیکون لہ شان
عظیم علی یدی ذلک
اور اس خانہ کعبہ کی آئندہ زمانہ میں
ایک عجیب شان ہوگی کہ جو اس نبی

النبي المبعوث في آخر
الزمان -
کے ہاتھ پر ظاہر ہوگی جو اخیر زمانے
میں مبعوث ہوگا۔

بادشاہ نے خانہ کعبہ کا احترام کیا اور اس کا طواف کیا اور غلاف چڑھایا۔
اور یمن کو واپس ہوا۔ حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ ابن عساکر نے اس قصہ کو متعدد
طرق کے ساتھ ابی بن کعب اور عبداللہ بن سلام اور عبداللہ بن عباس اور کعب
اجداد اور وہیب بن منبہ سے روایت کیا ہے۔ تفسیر ابن کثیر صفحہ ۶۲ ج ۱-۹

ساتویں شہادت

مجمع طبرانی میں بصیر بن مسلم سے مروی ہے کہ میں تجارت کے لئے شام گیا وہاں
مجھ کو ایک شخص ملا جو اہل کتاب میں سے تھا۔ مجھ سے کہا کہ کیا تمھارے بلاد میں کوئی
نبی ظاہر ہوا ہے؟ میں نے کہا کہ ہاں۔ اس نے کہا کہ تم اس شخص کی صورت بھی پہچانتے
ہو؟ میں نے کہا ہاں پہچانتا ہوں۔ وہ شخص مجھ کو اپنے گھر لے گیا۔

فاعة ما دخلت نظرت	داخل ہوتے ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ
الى صورة النبي صلى الله	وسلم کی تصویر پر نظر پڑی اور ایک آدمی
عليه وسلم واذا رجل اخذ	کی تصویر دیکھی کہ جو نبی کریم کی ایڑی
بعقب النبي صلى الله عليه	پکڑے ہوئے ہے، میں نے پوچھا کہ یہ
وسلم قلت من هذا الرجل	کون شخص ہے کہ جو آپ کی ایڑی پکڑے
القابض على عقبه قال	ہوئے ہے؟ اس نے جواب دیا کہ
انه لو يكن نبى الا كان	اس سے پیشتر کوئی نبی ایسا نہیں گزرا

بعده نبی الالھذا النبی
فانہ لانبی بعدہ وھذا
الخلیفۃ بعدہ واذا صفتہ
ابی بکر رضی اللہ عنہ۔
(تفسیر ابن کثیر ص ۲۵ ج ۴)

کہ اس کے بعد نبی نہ ہوا ہو۔ مگر یہ نبی
کہ اس کے بعد کوئی نبی نہیں اور شخص
کہ جو ان کی لڑی پکڑے ہوئے ہے۔
وہ ان کے بعد خلیفہ ہوگا۔ غور سے
دیکھا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کی تصویر تھی۔

آٹھویں شہادت

ہر قتل شاہِ روم کے نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوتِ اسلام کا والا
نامہ بھیجا جس کا مفصل قصہ صحیحین میں مذکور ہے اور عوام اور خواص میں مشہور ہے۔
اسی قصہ میں ایک روایت یہ ہے کہ ہر قتل شاہِ روم نے رات کے وقت صحابہ کے
وفد کو بلایا اور ایک سونے کا صندوق لگا لیا جس پر نقل بھی سونے ہی کا تھا اس صندوق
میں بہت سے خزانے تھے۔ جن میں ریشمیں پارچوں پر تصویریں تھیں۔ بادشاہ نے وہ
تصویریں دکھلائیں اور اخیر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر دکھلائی۔ ہم
نے دیکھتے ہی پہچان لیا کہ یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر ہے۔

فذاکرامھا صوالانبیاء وانھما
صلی اللہ علیہ وسلم۔
(رقم الباری ص ۱۸ ج ۱)

اس پر بادشاہ نے کہا کہ یہ انبیاء کی
تصویریں ہیں اور یہ آخری تصویر
خاتم الانبیاء کی ہے

حافظ عسقلانی ایک دوسرے مقام پر کہتے ہیں:-

اعتقاد ہر قتل فی ذلک کان
ہر قتل کا اعتماد آپ کی نبوت کے بارے

علی ما اطلع علیہ من الایلیات
 دہی طانحة بان النبی الذی یخرج
 فی آخر الزمان من ولد اسمعیل الخ
 (فتح الباری ص ۱۷۱ ج ۱)

میں اسرائیلی روایتوں پر تھا اور تمام
 اسرائیلی روایتیں اس پر متفق ہیں کہ وہ
 نبی جو اخیر زمانہ میں ظاہر ہوگا وہ حضرت
 اسمعیلؑ کی اولاد سے ہوگا۔

حریث ہرقل میں یہ بھی ہے کہ ہرقل نے عظماء روم کو محل میں جمع کر کے یہ خطاب کیا،
 یا معشر الروم هل لکم فی
 الفلاح والرشداً آخر الابداد
 ان یتبیت لکم ملککم۔
 (الحدیث)

لے گروہ روم کیا تم اس کو پسند کرتے ہو کہ
 تم کو دائمی اورابدی فلاح اوررشاد حاصل
 ہو جائے اور تمہاری سلطنت باقی
 رہے۔

حافظ عسقلانی اس کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں،

لان عدوت من الکتاب لائمة
 بعد هذه الامة ولادین بعد
 دینہا وان من دخل فیہا من
 علی نفسه فقال لہم ذلك۔
 (فتح الباری ص ۱۷۱ ج ۱)

بادشاہ نے یہ بات اس بنا پر کہی کہ
 بادشاہ کو کتب سابقہ اور صحف سماویہ
 سے یہ بات بخوبی معلوم ہو چکی تھی کہ اس
 امت کے بعد کوئی امت نہیں اور اس
 دین کے بعد کوئی دین نہیں۔ یعنی یہ

آخری امت اور آخری دین ہے جو اس دین میں داخل ہوا وہ مامون ہو گیا۔ اس
 بنا پر ان کو دین محمدی میں داخل ہونے کا مشورہ دیا۔

اور یہی واقعہ نہایت تفصیل کے ساتھ مستدرک حاکم اور دلائل نبوت بہتقی میں
 مذکور ہے۔ جس کو حافظ ابن کثیر اپنی تفسیر میں ذکر کر کے فرماتے ہیں؛

داستادہ لایاس یہ۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۲۲۹ سطور ۱۶۱)

نویں شہادت

سعد بن ثابت سے مروی ہے کہ یہودی قرظیہ اور یہودی نضیر کے علماء نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جب صفات بیان کرتے تو یہ کہا کرتے تھے:-

انہ نبی وانہ لانی بعدہ بلاشبہ یہ نبی ہیں اور ان کے بعد کوئی

واسمہ احمد۔ نبی نہیں۔ اور توریت اور انجیل میں

(خصائص کبریٰ للسیوطی ص ۲۷) ان کا نام احمد ہے۔

دسویں شہادت

زیاد بن لبید راوی ہیں کہ ہم مدینہ کے ایک ٹیلہ پر تھے کہ یکایک یہ آواز سنائی دی:-

یا اہل یترب قد ذہبت لے اہل یترب خدا کی قسم بی اسرائیل

واللہ نبوة بنی اسرائیل هذا نجم سے نبوت و تعصبت ہوئی۔ یہ ستارہ

قد طلعت بولد احمد وهو آخر ہے کہ جو احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت

الانبياء مهاجرة الے کی وجوع سے طلوع ہوا ہے اور وہ نبی

یترب۔ ہیں اور آخری نبی ہیں ان کا دار ہجرت

(خصائص کبریٰ ص ۲۷ ج ۱) یترب یعنی مدینہ ہوگا۔

(فتلك عشوة كاملة)

دلیل ہشتم

قال الله عز وجل - سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِّنَ
 الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى - وقال تعالى - ثُمَّ دَنَى
 فَتَدَلَّى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ ه فَاوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا
 أَوْحَىٰ ه مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَىٰ ه أَفَتَسْمُرُونََّهُ عَلَىٰ مَا يَرَىٰ ه الآية

ان آیات مبارک میں حق جل شانہ نے اجمالاً واقعہ اسراء اور معراج کو ذکر فرمایا ہے جس سے مقصود حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت اور سیادت کو ظاہر کرنا ہے کہ فرش سے لے کر عرش تک معراج سوائے سید الاولین والآخرین اور خاتم الانبیاء والمرسلین کے کسی اور نبی اور رسول کو حاصل نہیں۔ واقعہ کی تفصیل کتب حدیث اور کتب سیر میں مذکور ہے۔ اس وقت ہم واقعہ اسراء کی چند روایتیں ذکر کرنا چاہتے ہیں، جس سے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا ظاہر ہوتا ہے۔

پہلی روایت

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام بلاق پر سوار ہو کر جبل امین کے ہمراہ روانہ ہوئے تو آپ کا ایک جماعت پر گنبد ہو گیا اور آپ نے آپ کو ان الفاظ سے سلام کیا۔ السلام عليك يا اول، السلام عليك يا اخو، السلام عليك يا حاشم۔ جبل نے کہا کہ ان کے سلام کا جواب دیجئے۔ اور اس کے بعد بتلایا کہ جن لوگوں نے آپ کو سلام کیا تھا یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے۔ (رواہ البیہقی فی الدلائل تفسیر ابن کثیر ج ۶ سورہ اسراء زرقانی شرح مواہب منکح ۶)

دوسری روایت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد اقصیٰ پہنچے تو انتظار میں حضرات انبیاء کرام علیہم السلام موجود تھے اور ایک گروہ عظیم فرشتوں کا بھی تھا ایک مؤذن نے اذان دی اور پھر قامت کہی گئی اور جبریل کے اشارہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیاء کرام اور ملائکہ کی امامت کرائی۔ جب نماز پوری ہو گئی تو فرشتوں نے جبریل سے پوچھا یہ کون ہیں؟ تو جبریل نے یہ جواب دیا:

هذه احمد رسول الله خاتمه
محمد رسول الله خاتم النبیین ہیں۔

النبیین۔

فوائد

- ۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام انبیاء کرام کی امامت فرمانا یہ آپ کے سید الاولین والآخرین ہونے کی صریح دلیل ہے بلکہ مقصود ہی امامت سے یہ تھا کہ تمام انبیاء پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیادت اور افضلیت ظاہر ہو۔
- ۲۔ ختم نماز کے بعد فرشتوں کا سوال کرنا اور جبریل امین کا یہ جواب دینا کہ هذا محمد رسول الله خاتم النبیین اس سے مقصود یہ تھا کہ حضرات انبیاء کرام اور ملائکہ عظام کی محفل نور التیام میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا اعلان ہو جائے۔
- ۳۔ حضرت انبیاء اور ملائکہ کرام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدام کی اور حضور

کے پچھے پناہ پڑھی۔ ظاہر یہی ہے کہ کسی نے آپ کے پچھے کوئی حرف فاتحہ وغیرہ کا نہیں پڑھا۔ سب نے نہایت خاموشی کے ساتھ حضورؐ کی قرأت کو سنا۔ اسی وجہ سے امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ قرأت خلف الامام جائز نہیں بلکہ درحقیقت خلافِ ادب ہے۔

عجب است کہ بوخورت موجود نہ بنا
تو بجفتن اندر آئی مار سخن بماند

تیسری روایت

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ساتویں آسمان پر ابراہیم علیہ السلام سے ملے تو حضرت ابراہیم نے فرمایا:-
يا بنی اناک لاق ربک الیلة
وان امتک اخرا لامم اضعفا
فان استطعت ان تکرز حاجتک
کلها و اجد لها فی امتک فافعل
اخرجہ ابن عرفہ فی جزئہ و
ابو نعیم و ابن عساکر۔
لے بیٹھے آج کی رات تم اپنے پروردگار
سے لو گے اور تیری امت سب سے
اخری امت ہے اور سب سے زیادہ کمزور
اور ضعیف ہے جہاں تک ممکن ہوا
اپنی امت کی سہولت کے لئے کوشش
کرنا۔

خصائص کبریٰ ص ۱۶۲ ج ۱ و تفسیر ابن کثیر ص ۲۸ ج ۶ سورۃ اسراء اور عبداللہ بن مسعود کی یہ حدیث وان امتک، اخرا لامم تک فتح الباری ص ۱۶۹، ج ۷ میں بھی مذکور ہے۔

چوتھی روایت

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے معراج کی طویل حدیث میں مروی ہے کہ جب حق جل و علا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے قرب اور مکالمہ سے سرفراز فرمایا تو اس میں یہ ارشاد فرمایا:-

اور میں نے تیری امت کو اول ام اور	وجعلت امتك هم الاولین و
آخر ام بنایا یعنی فضیلت اور مرتبہ کے	الآخرین وجعلت من امتك
اعتبار سے اول اور ظہور کے اعتبار سے	اقواماً تلوہم انا جیلہم جعلتک
آخری امت اور تیری امت میں ایک قوم	اول النبیین خلقاً و آخرہم
ایسی بنائی کہ جن کے دل انجیل ہونگے۔	بعثنا و جعلتک فاتحاً و خاتماً۔
یعنی خصال قرآن اور تم کو نورانی اور	خصائص کبریٰ ص ۱۰۱۔ و تفسیر
روحانی اعتبار سے پہلانی اور بعثت کے	ابن کثیر ص ۱۱، سورۃ اسراء۔
اعتبار سے آخری نبی بنایا اور تم کو ہی دورۂ نبوت کا فاتح اور خاتم بنایا۔	

پانچویں روایت

متعدد روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سدرۃ المنتہی کے بعد عرش تک پہنچے اور قرب خاص اور مکالمہ خداوندی سے مشرف ہوئے۔ شیخ اکبر فرماتے ہیں کہ عرش کائنات کا آخری مقام ہے، آخری نبی کو آخری مقام تک سیر کرائی تاکہ ان کا آخری نبی ہونا خوب واضح اور آشکارا ہو جائے۔

دلیل نہم

قال اللہ عزوجل عَسَىٰ اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا هـ

عنقریب تیرا پروردگار تجھ کو مقام محمود پر کھڑا کرے گا۔

احادیث متواترہ اور جمہور اور صحابہ اور تابعین کے اقوال اس پر متفق ہیں کہ مقام محمود سے مقام شفاعت مراد ہے اور احادیث متواترہ سے یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہے کہ قیامت کے دن شفاعت کی درخواست کا سلسلہ حضرت آدم سے شروع ہوگا اور خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ملتہی اور ختم ہوگا۔ شفاعت کی طویل حدیث میں سلمان فارسیؓ سے مروی ہے کہ اولین اور آخرین جب شفاعت کے لئے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوں گے تو یہ عرض کریں گی۔

انت الذی فتح اللہ بک و آپ ہی ہیں وہ کہ جن سے اللہ تعالیٰ

ختم وغفر لک ما تقدم وما نبوت کو نزع کیا اور انہی پر نبوت کو ختم

تاخر۔ کیا اور لاگلی پھیلی بھولی چوک سیاف

(۱۳) ابن ابی شیبہ فتح الباری کی لہذا اب آپ ہماری شفاعت کیجئے

ص ۳ ج ۱۱ کیونکہ جب آپ کی لغزشیں سب مہلت

ہو چکی ہیں تو پھر شفاعت سے عذر کے لئے کوئی تصویر ہی نہیں جسکی بناء پر عذر فرمائیں۔

اور سند احمد اور ابو یعلیٰ کی روایت میں ہے کہ جب اہل حشر حضرت عیسیٰ علیہ السلام

کی خدمت میں شفاعت کی درخواست لے کر حاضر ہوں گے تو عیسیٰ علیہ السلام جواب

میں یہ فرمائیں گے :-

ان محمدًا رسول اللہ خاتم النبیین
 خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 قد حضو الیوم قد غفر اللہ ما تقدم
 آج تشریف فرما ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کی
 من ذنبہا ما تاخر (گذرانے والا) البکر والساوقہ
 اگلی پھل پھنسیں سبقت کر دی ہیں لہذا
 للمناظ السیوطی (ص ۷۶)
 ان کے پاس جاؤ۔

اور ایک پیش میں ہے کہ اہل شہر حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ کہیں گے۔
 یا محمد انت رسول اللہ خاتم الانبیاء
 لے محمد آپ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم الانبیاء
 وغفر اللہ لك ما تقدم من ذنبك و
 میں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی اگلی اور پھل پھنسیں
 ما تاخر اشفع لنا الی ربك۔
 معاف کی ہیں جب اللہ نے آپ کو یہ تہنیت عطا کیا ہے تو
 (مسلم ص ۱۰۱ و بخاری)
 ہمارے لئے شفاعت فرمائیے۔

مقام محمود کی وجہ تسمیہ

اس مقام کو مقام محمود اسلئے کہتے ہیں کہ اولین اور آخرین سب اس ورد آپ کی حمد ثنا کریں
 گے۔ یا وجہ یہ ہے کہ اس روز حضور سجد میں کریں گے اور سجد میں اللہ تعالیٰ کی عجیب و غریب حمد ثنا کریں
 گے جس کا اسی وقت منجانب اللہ البہام اور القاد ہوگا اور ہم ہوگا کہ سجد سے ستر شاخ و جواگنوں کے وہی
 عطا ہوگا اور کَسَوْنَ يَعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ میں اسی طرف اشارہ ہے۔

ہر اذان کے بعد حضور کیلئے مفتاح محمود کی دعا

امادیت میں ہے کہ ہر اذان کے بعد یہ دعا مانگا کر وَاَبْعَثْ مُقَامًا مَحْمُودًا نَدِينُ
 وَعَدَدًا بِرَاتِكَ لَا تَخْلُفُ الْمَجَادِلُ اللہ تو ہمارے نبی کو مقام محمود عطا فرما جس کا تونے وعدہ

فرمایا ہے یعنی وہ دن دکھلا جس میں آپ کی سیادت اور افضلیت اور آپ کی خاتمیت اور ختم نبوت
 وزریشن کی طرح واضح ہوگی اور تمام اولین اور آخرین آپ کی ختم نبوت کا اقرار کرینگے۔ یاد رہے کہ اس
 وقت اقرار کرنے والوں میں مرزائی اور قادیانی بھی ہونگے مگر اس وقت کا اقرار مفید نجات نہیں اور یہ
 بھی خیال رہے کہ اگر اس وقت کسی مسلمان کی نظر کسی قادیانی پر پڑ جائے اور اس سے یہ کہے کہ تم آج
 کس منہ سے انت رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین کہہ کر شفاعت کی درخواست کرتے ہو تم تو ختم نبوت
 کے قائل نہ تھے۔ مرزا صاحب کو ڈھونڈو ڈھو لو جو تمہارے نزدیک ہر شان میں تمام انبیاء سے بڑھے
 ہوئے ہیں تو قادیانی صاحب اس کا جواب سوچ لیں۔

دلیل دہم

قال الله عز وجل يَكْتُمُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي
 الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فِي الرَّخْدَةِ

اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو محکم اور مضبوط قول پر دنیا کی زندگی میں بھی ثابت اور قائم
 رکھتا ہے اور آخرت کی زندگی میں بھی۔

احادیث سے ثابت ہے کہ یہ آیت سوالی قبر کے بارے میں نازل ہوئی یعنی اہل ایمان
 اللہ کی توفیق سے دنیا میں بھی اور قبر میں سوال نگیرین کے وقت بھی کلمہ حق پر قائم اور
 ثابت قدم رہتے ہیں۔

وعن تميم الدارشي في حديث طويل في سؤال
 القبر فيقول اي لميت الاسلام ديني ومحمد
 نبيي وهو خاتم النبیین فيقولان له صدقت
 تميم اسی رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث ذیل
 میں مروی ہے کہ مردہ نگیرین کے جواب میں یہ کہتا ہے
 کہ اسلام میرا دین ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے

